﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیراعلیٰ: نصیراحمد قمر

جلد25

جمعۃالمبارک 19/جنوری 2018ء

یکم جمادی الاوّل 1439 ہجری قمری ❁ 19/صلح 1397 ہجری شمسی

شمارہ03

تُو میرا ربّ ہے

حضرت شدّاد بن اَوسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! تُو میرا ربّ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تُو نے مجھے پیدا کیا اور مَیں اپنی توفیق کے مطابق اپنے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں۔ مَیں اپنے کاموں میں شرّ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب افضل الاستغفار)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

یہ زمانہ وہی آخری زمانہ ہے کہ جس کا ذکر قرآن میں ہے اور مقرر ہو گیا کہ یہ وقت وہی وقت ہے کہ جس میں خاتم خلفاء کا مبعوث ہونا ضروری تھا اور اس امر کا ثبوت اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ آیا میرے سوا کسی شخص کو اس زمانہ میں دیکھتے ہو جو کہے کہ مَیں مسیح موعود ہوں اور میری طرح بڑے بڑے نشان لایا ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا جو تم اس کو قبول نہیں کرتے کہ عین اپنے وقت پر آیا اور بہت سے نشان دکھلائے۔

”تم جانتے ہو کہ سورۃ فاتحہ اُمّ القرآن ہے جو کچھ حق ہے وہی فرماتی ہے اور اس میں ان نیکوں کا ذکر ہے کہ مسلمانوں سے پہلے گزرے ہیں اور ان بدوں کا بھی ذکر ہے کہ مسلمانوں سے پہلے ہوئے ہیں اور خدا نے ان پر غضب کیا اور ان کا بھی ذکر ہے کہ جن پر اس سورۃ کو ختم کیا گیا ہے یعنی فرقہ ضالّین۔ اور تم اقرار کرتے ہو کہ وہ فرقہ ضالّین نصاریٰ ہی ہیں اور خدا نے سب سے بعد اس سورۃ کے آخر میں ان کا ذکر کیا ہے تا کہ جان لو کہ نصاریٰ کا فتنہ تمام فتنوں کے پیچھے ہے۔ پس تمہارے دجّال کے لئے قدم رکھنے کی جگہ نہیں رہی۔ اور یہ تین فرقے ہیں اہل کتاب کے اور اسی طرح تم میں بھی تین فرقے ہیں کہ بعض بعض کے مشابہ ہو گئے۔ اور اس دعا پر خدا نے مومنوں کو رغبت دلائی ہے اور اس کے بعد سورۃ نور میں وعدہ دیا ہے کہ مسلمانوں میں سے خلیفے مقرر کرے گا اُن خلیفوں کی طرح جو اُن سے پہلے ہوئے ہیں تا کہ مومنوں کو بشارت دے کہ ان کی دعا قبول ہوئی۔ اب کونسا بیان اس بیان سے زیادہ روشن ہوگا۔ کیا یہ بات تمہیں بُری معلوم ہوتی ہے کہ تمہارا مسیح تم میں سے ہی ہووے یا چاہتے ہو کہ خدا کے کلام کو جھٹلاؤ۔ اے میری قوم! خدا کی طرف سے اس میں تمہارا امتحان ہے اب خطا کی طرف قدم مت اٹھاؤ۔ خدا نے کوئی خبر عیسیٰ علیہ السلام کی تم کو نہیں دی ہے مگر اس غرض سے کہ تم میں سے بھی ایک مسیح مسیح بنی اسرائیل کی مانند ضرور آئے گا۔ پس خدا کے وعدہ پر خوش ہو جاؤ۔ اس شخص کی طرح خصومت نہ کرو کہ جو اعراض کرتا اور رُوگردانی کرتا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں یہود کے آئے تھے اسی طرح خدا تعالیٰ نے تمہارے مسیح کے لئے زمانہ مقرر کیا جو مسیح بنی اسرائیل کے زمانہ کے مشابہ تھا تا کہ وہ مشابہت پوری ہو جو اس اُمّت کو بنی اسرائیلی اُمّت سے ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا جو تم اس طریق کو اختیار کرتے ہو کہ وہ مخالفِ طریقِ خدا ہے۔ اس امر کو فراموش کرتے ہو جس کا خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے۔ تحقیق یہ ہمارا زمانہ آخری زمانہ ہے اس زمانہ کی طرح جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کے لئے آخری زمانہ تھا۔ بتحقیق عیسیٰ علیہ السلام یہودیوں کی تباہی کی گھڑی کے لئے ایک دلیل تھے اور میں قیامت کے لئے ایک دلیل ہوں اور بہت سے اس زمانہ کے علامات قرآن شریف میں مرقوم ہیں اور اونٹنیاں بیکار ہو گئیں اور کتابیں بے شمار شائع ہوئیں۔ اور چاند سورج کو رمضان میں گرہن لگا اور نہریں جاری ہوئیں اور راستے کھل گئے اور ولایتوں کے لوگ آپس میں ملنے لگے اور پہاڑ اپنی جگہ سے ہل گئے کہ کوئی اونچائی نچائی باقی نہ رہی اور اونٹ سواری اور بار برداری سے متروک ہو گئے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ یہ زمانہ وہی آخری زمانہ ہے کہ جس کا ذکر قرآن میں ہے اور مقرر ہو گیا کہ یہ وقت وہی وقت ہے کہ جس میں خاتم خلفاء کا مبعوث ہونا ضروری تھا اور اس امر کا ثبوت اپنے کمال کو پہنچ گیا اور خدا تعالیٰ نے کوئی شک اس میں باقی نہ رکھا اور ہم اس امر میں اس قدر معرفت دیئے گئے ہیں کہ اگر درمیان سے پردہ اٹھ جائے تو ہمارا یقین زیادہ نہیں ہوتا۔ آیا میرے سوا کسی شخص کو اس زمانہ میں دیکھتے ہو جو کہے کہ مَیں مسیح موعود ہوں اور میری طرح بڑے بڑے نشان لایا ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا جو تم اس کو قبول نہیں کرتے کہ عین اپنے وقت پر آیا اور بہت سے نشان دکھلائے اور اس وقت آیا کہ وہ اس زمانہ کا مشابہ ہے کہ جس زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد موسیٰ علیہ السلام آئے تھے۔ اور میں نے بار بار ذکر کیا ہے کہ میں وہی مسیح ہوں کہ جس کا ظہور آخری سلسلہ محمدیہ میں مقدر تھا اس مسیح کی طرح کہ موسوی سلسلہ کے آخر میں آیا تھا تا کہ دونوں سلسلے برابر ہو جائیں اور وعدہ الٰہی پورا ہو جائے۔ پس ساری خوبیاں خدا تعالیٰ کے لئے ہیں کہ اس اُمّت کے حق کو کم نہیں کیا اور امر مشابہت کو نَعل بہ نَعل مطابقت میں پورا اتارا۔ پس تُو کوئی ظلم اور کمی بیشی کو نہیں دیکھتا۔ پس اس چیز کا انکار مت کر کہ جو قرآن شریف سے ثابت ہے اور دعا کر کہ اے خدا! میرا علم زیادہ کر۔ اور تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو کلامِ خدا کی پیروی نہیں کرتا اور دوسرے اقوال کے پیچھے ہولیا ہے اور ہدایت وہی ہدایت ہے جو خدا کی طرف سے ہے۔ خدا نے اپنا وعدہ سچا کیا اب خدا کے سچے وعدہ سے کہاں بھاگتے ہو۔ اور جھوٹے قصے تراشتے ہو اور مسیح علیہ السلام کی زندگی میں تم کو بجز اس کے کیا فائدہ ہے کہ پادریوں کو مدد دیتے ہو اور زمانہ کی طرف نہیں نظر کرتے ہو اور نہیں دیکھتے ہو کہ کس قدر مسلمان نصرانی ہو گئے اور کس قدر خدا کے بندے ہلاک ہو گئے۔ خدا کے بندوں پر بڑی بلا اتری اگر خدا کا یہی ارادہ ہوتا کہ کسی کو آسمان سے اتارتا جیسا کہ تمہارا گمان ہے تو بہتر یہ تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان سے اتارتا۔ خدا نے جو فرمایا تم نے اب تک نہیں پڑھا کہ اگر ہم بیٹا بناتے تو اپنے پاس سے بیٹا بناتے یعنی محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو۔ اس آیت میں تدبّر کرو۔ زمین و آسمان دونوں بند تھے اس زمانہ میں دونوں کھل گئے تا کہ نیکوں اور بدوں کا امتحان ہو جائے اور ہر ایک گروہ اپنے اعمال کی جزا سزا پاوے۔ پس خدا تعالیٰ نے کچھ چیزیں زمین کی زمین سے نکالیں اور جو کچھ آسمان سے اتارنا تھا اتارا۔ ایک گروہ نے زمینی فریبوں سے تعلیم پائی اور دوسرے گروہ کو وہ چیزیں دیں جو انبیاء کو دی تھیں۔ اس جنگ میں آسمان والوں کو فتح حاصل ہوئی۔ تم چاہو ایمان لاؤ یا نہ لاؤ خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو جسے اصلاح خلق کے لئے بھیجا ہے ہرگز نہ چھوڑے گا اور خدا تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ اندھے کے انکار سے آفتاب کو ضائع کرے۔ دو فریق ہیں جو آپس میں جھگڑتے ہیں۔ ایک گروہ کے لئے دروازے زمین کے کھولے گئے اور دوسرے گروہ کے لئے آسمانی دروازے کھولے گئے۔ لیکن جس گروہ کے لئے زمینی دروازے کھولے گئے وہ شیطان کی پیروی کرتے ہیں اور وہ گروہ جس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے گئے وہ انبیاء کے وارث ہیں اور ہر ایک طرح سے پاک و صاف ہیں۔ قوم کو پروردگار کی طرف بلاتے ہیں اور ان کو برائیوں سے بچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کے ساتھ کسی چیز کو زمین و آسمان میں شریک نہ کرنا چاہیے۔ میں تم میں اس خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا ہوں جس کی تم عزت نہیں کرتے اور میں قوم کو اسی واسطے ڈراتا ہوں کہ ابن مریم علیہ السلام کے حق میں مبالغہ کرتے ہیں۔“

(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 89 تا 95۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

ہم احمدی جو آج دنیا کے قریباً ہر ملک میں موجود ہیں یا اکثر ممالک میں موجود ہیں ان کو ہمیشہ یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق اور مسیح محمدی کو ماننے کے بعد ہم نے اس مسیح محمدی سے جو عہد کیا ہے اس کو پورا کرنا ہے اور ہمیشہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو یاد رکھتے ہوئے اس کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں اور اس کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اعلیٰ اخلاق کو بھی اپنانا ہے تا کہ ان اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے لوگوں کے حقوق ادا کرنے والے بھی بنیں۔ تا کہ پھر اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے اس کی جنّتوں کے وارث بھی بنیں۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے اہم چیز اس کی عبادت ہے۔ پس اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے اور عبادتوں کا جو طریق ہم مسلمانوں کو بتایا گیا ہے وہ ہے نمازوں کی ادائیگی اور اس کی حفاظت۔

جیسا کہ ہمیں حکم ہے کہ نمازیں باجماعت ادا کرو اور اس کے لئے مسجد میں جانے کا حکم ہے اور مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم ہے۔ آپ کے ملک ہالینڈ میں آج سے پچاس سال پہلے ہیگ میں ایک مسجد تعمیر کی گئی تھی اور گزشتہ دنوں اس کے پچاس سال پورے ہونے پر آپ لوگوں نے ایک تقریب منعقد کی اور ملکہ بھی اس میں تشریف لائیں۔ جماعت کو اس وجہ سے میڈیا میں ایک اچھی کوریج ملی۔ ٹی وی اخباروں وغیرہ میں کافی خبر چھپی۔ اس ایک مسجد کے پچاس سال پورے ہونے پر اب آپ کو خوش ہو کر بیٹھ نہیں جانا چاہئے۔ جب یہ مسجد یہاں تعمیر کی گئی تھی تو اس وقت یہاں جماعت کی تعداد چند افراد تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ سینکڑوں میں ہیں اور انشاء اللہ ہزاروں سے اوپر چلے جائیں گے۔ یہاں کے مقامی لوگ بھی احمدیت میں شامل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت بڑھ رہی ہے۔ اب آپ کو چاہئے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور فوری طور پر ایک اور شہر میں جہاں جماعت کی کچھ تعداد ہے باقاعدہ مسجد کی پلاننگ کریں۔

اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے، اعلیٰ اخلاق اور نیکیوں کو اپنانا بھی ضروری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کام میں برکت بھی ڈالتا ہے۔

نیکیوں میں سے وہ نیکیاں جو معاشرے کا امن وسکون قائم رکھتی ہیں وہ آپس کا محبت واتفاق ہے۔ ایک بھائی کا دوسرے بھائی سے محبت اور پیار کا سلوک ہے۔ ایک شخص کے دل میں دوسرے شخص کے لئے نیک جذبات اور احساسات ہیں۔ ایک عورت کے دوسری عورت کے لئے نیک خواہشات اور پیار و محبت کے جذبات ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے ہر احمدی کے دل میں نیک جذبات ہونے چاہئیں۔ ہر وقت یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جیسے بھی حالات ہوں میری طرف سے دوسرے کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ کبھی کسی احمدی کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ مَیں اپنے آرام کی خاطر اپنی سہولت کی خاطر اپنے بھائی کو دکھ پہنچاؤں یا اس کو تکلیف دوں۔ اگر ہر احمدی اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگی گزارے کہ میرے بھائی کے میرے پر حقوق ہیں تو کبھی دنیا میں فساد اور لڑائی اور جھگڑے اور بدظنیاں پیدا نہیں ہوسکتیں یا کم از کم جماعت احمدیہ کی جو دنیا ہے اس میں کوئی فساد اور جھگڑے اور لڑائیاں نہیں ہوسکتیں۔

آج ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ کسی کو نقصان پہنچانا تو ایک طرف، اُس کا خیال بھی دل میں نہ لائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت میں آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ جب ہم میں سے ہر ایک کی یہ حالت ہو جائے گی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرنے والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے حُسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق کا اظہار اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرنے والے ہوں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی اپنے وعدے کے مطابق ہمیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔

جماعت احمدیہ ہالینڈ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 18 / جون 2006ء بروز اتوار سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا Nunspeet میں اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

جب دنیا سے نیکیاں ختم ہونا شروع ہو جاتی ہیں، جب انسان اپنے نفس کا غلام بننا شروع ہو جاتا ہے، جب اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق انسان بھولنا شروع ہو جاتا ہے، جب روحانیت کی آنکھ اندھی ہونا شروع ہو جاتی ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی سنّت کے مطابق اپنے خاص بندے جو اس کے عشق و محبت میں ڈوبے ہوتے ہیں دنیا میں بھیجتا ہے تا کہ دنیا کو دنیا کی غلاظتوں کے بارے میں بتائیں اور انہیں ان کی پیدائش کے مقصد سے آگاہ کریں۔ ان کو تقویٰ کی راہیں دکھائیں اور انہیں اپنے خدا کا عبادت گزار بنائیں۔ انہیں برے اخلاق اور گناہوں سے خبردار کریں اور انہیں نیکیوں کے راستے دکھائیں۔ کیونکہ اگر دنیا کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندے دنیا میں نہ بھیجے اور انسانوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے، ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے سزا دینا شروع کر دے تو انسان یہ رونا روسکتا ہے کہ اے اللہ تُو سب انصاف کرنے والوں سے زیادہ انصاف کرنے والا ہے۔ تُو نے ہماری طرف کوئی سیدھا راستہ دکھانے والا تو بھیجا نہیں اور ہمیں ہمارے گناہوں کی سزا دے رہا ہے۔ تو اس اعتراض کو، اس رونے کو دُور کرنے کے لئے مختلف اوقات میں ہر قوم میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء بھیجے جو اپنی قوم کو تقویٰ اختیار کرنے اور نیکیوں پر قدم مارنے کی تلقین کرتے رہے اور پھر شریعت کو کامل کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث فرمایا جو روئے زمین کے تمام انسانوں اور تمام وقتوں کے انسانوں اور تمام قوموں کے لئے بھیجے گئے۔

لیکن جیسا کہ انسانی فطرت ہے کہ انسان نیکیوں کو، نیک اعمال کو، اللہ کو جلد بھلا دیتا ہے اور شیطان کمزور طبیعتوں پر حملہ کرنے کی تاک میں رہتا ہے تو اس حملے کی وجہ سے انسان اس کی گود میں چلا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد بھی یہ انسانی فطرت کا عمل جاری رہنا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بتا کر کہ آپ کے بعد بھی ایسا زمانہ آئے گا جب لوگ دوبارہ دین سے ہٹ جائیں گے، دنیا کی طرف راغب ہو جائیں گے، دین میں بدعتیں آنی شروع ہو جائیں گی اور نفس کی خواہشات کے تابع ہو کر شیطان کی گود میں چلے جائیں گے۔ نہ ان کو حقوق اللہ کی ادائیگی کی فکر رہے گی اور نہ ہی حقوق العباد کی ادائیگی کی فکر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک علم دینے کے بعد فرمایا لیکن اے نبی! اپنی امت کے اس حال سے تُو مایوس اور غم زدہ نہ ہو۔ تیری اُمّت میں تجدید دین کرنے والے پیدا کرتا رہوں گا جو اپنے اپنے علاقوں میں پیدا ہوتے رہیں گے (سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قرن المائۃ حدیث 4291) اور میری اس آخری شریعت کو اس کی اصل حالت میں قائم رکھنے کی کوشش کریں گے۔ اور پھر مَیں آخری زمانے میں تیرا ایک ایسا عاشق صادق پیدا کروں گا جو تیرے دین کی اشاعت کے لئے ہر وقت بے چین اور بے قرار رہے گا اور وہ میری نصرت و مدد کے ساتھ اسلام کی کھوئی ہوئی تعلیم کو، بُھلائی ہوئی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں قائم کرے گا۔ اور اس کی قائم کردہ جماعت تقویٰ پر قائم رہنے کی کوشش کرتے ہوئے اس کے بعد خلافت سے وابستہ ہو کر اسلام کی اشاعت اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والا بنانے اور نیکیوں اور اعلیٰ اخلاق کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کوشش کرتی رہے گی۔

پس ہم احمدی جو آج دنیا کے قریباً ہر ملک میں موجود ہیں یا اکثر ممالک میں موجود ہیں ان کو ہمیشہ یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق اور مسیح محمدی کو ماننے کے بعد ہم نے اس مسیح محمدی سے جو عہد کیا ہے اس کو پورا کرنا ہے اور ہمیشہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو یاد رکھتے ہوئے اس کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں اور اس کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اعلیٰ اخلاق کو بھی اپنانا ہے تا کہ ان اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے لوگوں کے حقوق ادا کرنے والے بھی بنیں۔ تا کہ پھر اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے اس کی جنّتوں کے وارث بھی بنیں۔

یاد رکھیں جو عہد کیا جائے اس کو پورا کرنے کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی اہمیت بتائی ہے۔ اللہ تعالیٰ متقی کی یہ نشانی بتاتا ہے کہ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا (البقرۃ:178)۔ اور جب عہد کرتے ہیں تو عہد کو پورا کرتے ہیں۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جو عہد کرتے ہو اس کی پابندی کرو ورنہ عہد پورا نہ کرنے کی صورت میں ایک دن تم سے اس کی جواب طلبی ہو گی۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل:35)۔ اور اپنے عہد کو پورا کرو کیونکہ ہر عہد کی نسبت یقیناً ایک نہ ایک دن جواب طلبی ہو گی۔ پس جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جواب طلبی ہو گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب طلبی ہو گی اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب طلبی ہو تو کوئی بہانہ، کوئی عذر پیش نہیں کیا جا سکتا۔

پس اس زمانے میں ہر احمدی کہلانے والے نے زمانے کے امام سے جو بیعت کے عہد کا اعلان کیا ہے یہ اس عہد کا اعلان ہے کہ میں آپ کی جماعت میں شامل ہو کر اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کروں گا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا بھی حق ادا کروں گا اور اعلیٰ اخلاق کو بھی اپنانے کی کوشش کروں گا۔ پس ہر احمدی کے لئے یہ بڑا خوف کا مقام ہے کہ اس عہد بیعت کے بعد بھی اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے۔ دوسرے جنہوں نے مسیح موعود کو نہیں مانا وہ تو اس عہد سے باہر ہیں۔ ان کے دین کی حالت کیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے؟ وہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن ہم جو احمدی ہیں اگر اس دعویٰ کے بعد کہ ہم نے عہد بیعت کیا ہے پھر اس کو نہیں نبھاتے تو نہ دین کے رہیں گے نہ دنیا کے رہیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو عہد کا پاس نہیں رکھتا اس کا کوئی دین نہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 349 حدیث 12410 مسند انس بن مالکؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس احمدی ہونے کا دعویٰ بھی ہو اور پھر ہم عہد بیعت پر عمل کرنے کی کوشش بھی ایک تڑپ کے ساتھ نہ کریں تو دنیا کی نظر میں معتوب ہیں کہ مسیح موعود کو کیوں مانا۔ جو لوگ مسیح موعود کو سچا نہیں سمجھتے ان کی نظر میں تو معتوب بن گئے اور عمل نہ کر کے اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی بھی مول لے رہے ہیں اور دین سے بھی خارج ہو رہے ہیں۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ کوشش کرتے ہوئے اور ایک درد سے اپنی حالتوں پر غور کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کی بھی کوشش کرے اور اعلیٰ اخلاق اور نیکیاں اپنانے کی بھی کوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے اہم چیز اس کی عبادت ہے۔ پس اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے اور عبادتوں کا جو طریق ہم مسلمانوں کو بتایا گیا ہے وہ نمازوں کی ادائیگی اور اس کی حفاظت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (البقرۃ:239)۔ تم تمام نمازوں کی حفاظت کرو اور خصوصاً درمیانی نماز کی۔ اس زمانے میں دنیا کی دوسری مصروفیات اتنی زیادہ ہیں کہ نمازوں کی صحیح طرح حفاظت نہیں ہوتی اور یہ جو اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا حق ہے وہ انسان پوری طرح ادا نہیں کر سکتا اور نہیں کرتا۔ یاد رکھیں گو یہ عبادت اللہ کا حق ہے اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا ہے لیکن یہ جو دنیاوی حقوق ایک دوسرے کے ادا کئے جاتے ہیں یہ اس طرح کا حق نہیں ہے کہ دوسرے حقوق ادا کر رہے ہیں تو اپنی قربانی کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ ایسا حق ہے جس کو ادا کرنے کا فائدہ بھی حق ادا کرنے والے کو ہو رہا ہے۔ جس کا حق ادا کیا جا رہا ہے اس کو بندہ کچھ نہیں دے رہا، نہ ہی کچھ دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ تو ہر چیز کا مالک ہے اور وہ ہمارا ربّ ہے۔ ہماری ضروریات پوری کرنے والا ہے۔ اس نے بندے کی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ کیونکہ مَیں نے تمہیں پیدا کیا ہے، تمہیں نعمتوں سے نوازا ہے، اس لئے میری عبادت کرو اور جو نمازیں فرض کی ہیں ان کی ادائیگی بروقت اور صحیح طریق سے کرو۔ نتیجۃً یہی نمازیں جو ہیں تمہاری حفاظت کرنے والی بنیں گی۔ یہ جو بظاہر تم میرا حق ادا کر رہے ہو یہ اصل میں تم اپنی حفاظت کا انتظام کر رہے ہو۔ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے ہو گے اور شکر گزاری کے طور پر اس کے فضلوں اور انعاموں کے مزید وارث بنو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو اور دیتا ہے، بڑھ کر دیتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا اُسوہ ہمارے سامنے ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ ذکر الٰہی سے پُر تھا۔ آپ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین ہیں آپ نے اپنی بیماری میں بھی نمازوں کی ادائیگی اور حفاظت کے نمونے اس لئے ہمارے سامنے پیش کئے اور اس لئے قائم فرمائے تا کہ ہمیں اس کی اہمیت کا احساس ہوتا رہے۔ پھر آپ نے ہمیں نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں پانچ بار نہائے تو اس کے جسم پر کوئی مَیل رہ جائے گی؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی مَیل نہیں رہے گی۔ آپ نے فرمایا یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ گناہ معاف کرتا ہے اور کمزوریاں دور کرتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوات الخمس کفارۃ حدیث 528) تو دیکھیں کہ اس کی اہمیت بتانے کا کتنا خوبصورت انداز ہے۔ فرمایا کہ دروازے کے پاس سے نہر گزر رہی ہے۔ یہ نہیں کہ نہانے کے لئے کچھ فاصلہ طے کر کے جانا ہے بلکہ نہر تمہارے دروازے کے پاس ہے۔ پانی ساتھ سے گزر رہا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے بھی تمہیں پاک کرنے کے لئے تمہاری کمزوریاں دور کرنے کے لئے تمہارے گناہ معاف کرنے کے لئے ایسا انتظام کر دیا ہے کہ جو تمہارے گھر میں ہی موجود ہے۔ پھر اس انتظام کی قدر نہ کرنا یہ تمہاری بدقسمتی ہے۔ نمازیں بھی کوئی تکلیف اٹھا کر ادا نہیں کی جا رہیں بلکہ جتنی بھی لمبی نمازیں پڑھی جائیں اللہ تعالیٰ کے جو انعامات ہیں ان کا بھی وہ حق ادا نہیں کر سکتیں۔ اس لئے فرمایا کہ جس طرح نہانے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ ہاں جسم پر مل کر اپنی میل اتارنے کے لئے ذرا سے ہاتھ پیر ہلانے پڑتے ہیں۔ اسی طرح یہ نمازیں ہیں۔ یہ تھوڑا سا وقت جو ہم نمازوں کے لئے دیتے ہیں اس کے مقابلے میں جو فوائد ہیں وہ جیسا کہ مَیں نے کہا اَن گنت ہیں کہ اس وقت کی اس کے مقابلے میں کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ اس لئے یہ بہانے نہ کرو کہ فلاں مصروفیت کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکا یا نماز قضاء ہو گئی۔ اس سے زیادہ سہولت اور کیا ہو سکتی ہے کہ تمہارے گھر کے دروازے تک اللہ تعالیٰ اس نہر کو لے آیا ہے۔ پھر بھی اگر مَیل کچیل سے جسم بھرا رہے۔ سر مٹی سے اَٹا ہو تو ایسا شخص یا تو انتہائی کاہل، سست اور گندہ کہلائے گا یا مخبوط الحواس کہلائے گا جس کے حواس نہ ہوں۔

پس یہ مثال دے کر ہمیں یہ بتا دیا کہ اسلام لانے کے بعد، مومن ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد اگر اپنی کاہلی کا داغ دھونا چاہتے ہو، اپنی روحانی پاکیزگی چاہتے ہو تو اپنی نمازوں کی حفاظت کرو۔ ورنہ تمہارے اور ایک کاہل گندے اور مخبوط الحواس آدمی میں کوئی فرق نہیں ہے۔

پس ہر احمدی کو چاہئے کہ اپنے جائزے لے اور اپنی نمازوں کی حفاظت کے انتظام کرے۔ اپنی روح کو اس مصفّٰی نہر کے پانی سے صاف کرے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا بنے۔

یہاں مَیں اس بات کا بھی اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ ہمیں حکم ہے کہ نمازیں باجماعت ادا کرو اور اس کے لئے مسجد میں جانے کا حکم ہے اور مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم ہے۔

آپ کے ملک ہالینڈ میں آج سے پچاس سال پہلے ہیگ میں ایک مسجد تعمیر کی گئی تھی اور گزشتہ دنوں اس کے پچاس سال پورے ہونے پر آپ لوگوں نے ایک تقریب منعقد کی اور ملکہ بھی اس میں تشریف لائیں اور انتہائی اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہماری تعلیم و روایات کا انہوں نے پورا خیال رکھا۔ یعنی ان کے پروٹوکول کے افسر کو پہلے بتا دیا گیا تھا کہ مردوں سے مصافحہ نہیں کرنا تو انہوں نے نہیں کیا۔ جوتے اتار کر مسجد میں جانا ہے۔ عموماً یہ لوگ بوٹوں اور جوتی کے اوپر ہی غلاف سا چڑھا لیتے ہیں لیکن وہ اتار کے گئیں۔ اس سے یہاں کے اخباروں نے اچھے تاثر کا بھی اظہار کیا۔ کئی نے تعریف کی اور جو شدت پسند ہیں انہوں نے ڈھکے چھپے الفاظ میں طنز کرنے کی کوشش بھی کی۔ لیکن بہر حال جماعت کو اس وجہ سے میڈیا میں ایک اچھی کوریج ملی۔ ٹی وی اخباروں وغیرہ میں کافی خبر چھپی۔ اس ایک مسجد کے پچاس سال پورے ہونے پر اب آپ کو خوش ہو کر بیٹھ نہیں جانا چاہئے۔ جب یہ مسجد یہاں تعمیر کی گئی تھی تو اس وقت یہاں جماعت کی تعداد چند افراد تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ سینکڑوں میں ہیں اور انشاء اللہ ہزاروں سے اوپر چلے جائیں گے۔ یہاں کے مقامی لوگ بھی احمدیت میں شامل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت بڑھ رہی ہے۔ اب آپ کو چاہئے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور فوری طور پر ایک اور شہر میں جہاں جماعت کی کچھ تعداد ہے باقاعدہ مسجد کی پلاننگ کریں۔ ابھی موقع تازہ تازہ ہی ہے تو شاید اس وجہ سے مسجد کے لئے زمین کے پلاٹ کے حصول کے لئے اور تعمیر کے لئے آسانی پیدا ہو سکے۔ خدا کرے کہ ہو جائے۔ لیکن آپ کو کوشش کرنی چاہئے۔ پھر اس کے ساتھ تبلیغ میں بھی تیزی پیدا ہو گی اور آپ لوگوں کو تیزی پیدا کرنی چاہئے۔ آجکل میڈیا کے ذریعہ سے جو تعارف پیدا ہوا ہے اس سے بہترین رنگ میں فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ جن اخباروں نے ڈھکے چھپے لفظوں میں ملکہ کے اس عمل پر اعتراض کیا ہے یا اسلام پر اعتراض کرتے ہیں ان کو نوجوان بھی اور دوسرے بھی خطوط لکھیں۔ اور ملکہ کے اعلیٰ اخلاق اور وسعت حوصلہ کی داد دیں، تعریف کریں۔ اسلام کی تعلیم کے بارے میں خطوط لکھیں مختلف طبقوں تک پیغام پہنچانے کا انتظام کریں۔ یہ کام جلدی اور ایک جوش کے ساتھ کریں گے تو اس کا فائدہ ہو گا۔

اس ملک میں بھی اسلام کے بارے میں بڑا غلط تأثر پایا جاتا ہے اور اسلام کے بارے میں ایک طبقہ کا بڑا سخت رویّہ ہے۔ اب مسلسل اس تأثر کو دھونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن جیسا کہ مَیں ہمیشہ کہتا رہا ہوں اور یہی ہمیں اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے، حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے، اس کی عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کرتے ہوئے اور اپنے اخلاق کے اعلیٰ نمونے اپنے ماحول میں قائم کرتے ہوئے یہ پیغام پہنچائیں گے، یہ کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا انشاء اللہ۔ اور بعض لوگ جو سمجھتے ہیں کہ یہاں تبلیغ مشکل ہے۔ یہ لوگ دنیاداری کی طرف زیادہ مائل ہیں۔ آپ کا خیال یہی ہے کہ مائل ہیں سنتے نہیں باتیں۔ لیکن اگر دعاؤں کے ساتھ، ایک کوشش کے ساتھ، شوق کے ساتھ یہ کریں تو اللہ تعالیٰ انشاء اللہ ان میں سے ہی آپ کو کئی سعید فطرت عطا فرما دے گا اور ہر سال ملتے بھی رہتے ہیں۔

پھر یہاں دوسری قومیتوں کے لوگ ہیں ان میں بھی تبلیغ کا کام تیز ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے اعلیٰ اخلاق اور نیکیوں کو اپنانا بھی ضروری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کام میں برکت بھی ڈالتا ہے۔ جب آپس میں بھی ایک دوسرے سے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ہو رہا ہو اور ماحول میں بھی آپ کے اعلیٰ اخلاق کا تأثر ہو اور یہی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی نشانی بتائی ہے کہ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ (المؤمنون:62)۔ یعنی نیک کاموں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں۔ جلدی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پس نیکیوں میں آگے بڑھنے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے اور یہ نیکیاں بیشمار ہیں جن کے کرنے کا ہمیں حکم ہے۔ میں یہاں چند ایک کا بیان کر دیتا ہوں۔

سب سے بڑی نیکی جو معاشرے میں ایک انسان کا اثر قائم کرتی ہے وہ اس کا ہر حالت میں سچائی پر قائم ہونا ہے اور جھوٹ سے نفرت ہے۔ اور یہ ایک ایسا وصف ہے کہ اگر کسی میں قائم ہو جائے تو ماحول اس سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کی برائی کو شرک کے برابر قرار دیا ہے کیونکہ جھوٹ بولنے والا اس کے ذریعہ سے اپنے خیال میں اپنے مفاد حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر ایک غلط بات کو ایک ایسی گواہی کو جو بالکل جھوٹی ہو اپنے مفاد کے لئے

استعمال کیا جائے تو ظاہر ہے ایسے شخص نے جھوٹ کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر لا کر کھڑا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:31)۔ یعنی پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رِجس قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (الحج:31)۔ دیکھو یہاں جھوٹ کو بُت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بت ہی ہے ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے۔ جیسے بُت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح جھوٹ کے نیچے بجز ملمّع سازی کے اَور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جھوٹ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹ کم ہو جائے تو جلدی سے دُور نہیں ہوتا‘‘۔

(ملفوظات جلد3 صفحہ350۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

جب عادت پکی ہو جاتی ہے پھر اتنی آسانی سے دُور نہیں ہوتی۔ اس لئے عادت ڈالنی ہی نہیں چاہئے۔ ذرا سی غلط بیانی سے بھی بچنا چاہئے اور اگر کسی کو عادت ہے تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اس کو دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ انتہائی خطرناک برائی ہے جو نہ صرف اپنے آپ کو فائدہ پہنچانے کے لئے کی جاتی ہے بلکہ اس کے ذریعہ سے دوسروں کو نقصان پہنچانے کی بھی کوشش کی جاتی ہے۔ اپنے دلوں میں بھرے بغضوں اور کینوں کی وجہ سے دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لئے جھوٹی کہانیاں گھڑی جاتی ہیں۔ جھوٹی گواہیاں دی جاتی ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے اگلے کو نیچا دکھا دیا ہے اس کا یہ حشر کر دیا اور وہ کر دیا کہ یاد رکھے گا۔ یہ سوچتے ہی نہیں کہ اس جھوٹ کی وجہ سے ایک ایسے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں جو شرک کے برابر ہے اور اللہ تعالیٰ نے مشرک کے لئے بڑی سخت سزا رکھی ہے۔ پس اس برائی کو معاشرے سے ختم کرنے کے لئے مردوں کو اور عورتوں کو یکساں کوشش کرنی چاہئے ورنہ ہم بھی ان لوگوں میں شمار ہوں گے جن کا ظاہر کچھ اَور ہوتا ہے اور باطن کچھ اَور ہوتا ہے۔ نعرہ تو ہم یہ لگا رہے ہوں گے کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مان لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والوں میں ہمارا شمار ہونے لگا ہے۔ لیکن قدم قدم پر ہماری غلط بیانیاں، اپنے مفاد حاصل کرنے کے لئے ذرا ذرا سی بات پر جھوٹ ہمیں اللہ تعالیٰ سے دُور کر رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو حقیقت میں اللہ کا صحیح عبد بننے کی توفیق عطا فرمائے اور اس برائی سے بچائے۔

پھر نیکیوں میں سے وہ نیکیاں جو معاشرے کا امن و سکون قائم رکھتی ہیں وہ آپس کا محبت و اتفاق ہے۔ ایک بھائی کا دوسرے بھائی سے محبت اور پیار کا سلوک ہے۔ ایک شخص کے دل میں دوسرے شخص کے لئے نیک جذبات اور احساسات ہیں۔ ایک عورت کے دوسری عورت کے لئے نیک خواہشات اور پیار و محبت کے جذبات ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے ہر احمدی کے دل میں نیک جذبات ہونے چاہئیں۔ ہر وقت یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جیسے بھی حالات ہوں میری طرف سے دوسرے کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پیش نظر رہنا چاہئے کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ دوسرے کے لئے بھی وہی چیز پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ حدیث 13) یعنی کبھی کسی احمدی کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ مَیں اپنے آرام کی خاطر اپنی سہولت کی خاطر اپنے بھائی کو دکھ پہنچاؤں یا اس کو تکلیف دوں۔ اگر ہر احمدی اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگی گزارے کہ میرے بھائی کے میرے پر حقوق ہیں تو کبھی دنیا میں فساد اور لڑائی اور جھگڑے اور بدظنیاں پیدا نہیں ہو سکتیں یا کم از کم جماعت احمدیہ کی جو دنیا ہے اس میں کوئی فساد اور جھگڑے اور لڑائیاں نہیں ہو سکتیں۔ ہر وقت یہ سوچ ہو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے، ہم اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک اور پاک جذبات کی قدر کرتا ہے اور اپنی شفقت اور پیار اور رضا کی چادر میں لپیٹ کر اپنے بندوں کو پھر انعامات سے نوازتا ہے۔

حضرت ابوہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔ آج جبکہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں مَیں انہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الحب فی اللہ تعالیٰ حدیث6548)

پس آج ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ کسی کو نقصان پہنچانا تو ایک طرف، اُس کا خیال بھی دل میں نہ لائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت میں آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔ جب ہم میں سے ہر ایک کی یہ حالت ہو جائے گی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرنے والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے حُسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق کا اظہار اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرنے والے ہوں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی اپنے وعدے کے مطابق ہمیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔

پس ہر احمدی کو ہر وقت یہی اپنا مقصد اور مطمح نظر رکھنا چاہئے کہ تمام وہ اعلیٰ اخلاق جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے یا اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے یا اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے ان پر پوری طرح عمل کرنے والے ہوں۔ اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں اور اپنی نسلوں میں بھی ان کو جاری رکھنے والے ہوں تاکہ یہ جو نیکیوں کی جاگ ہے نسلاً بعد نسلٍ چلتی چلی جائے اور اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی سربلندی کے لئے تاقیامت ہماری نسلیں کوشش کرتی چلی جائیں۔ ہمارے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگیوں کے معیاروں کو دیکھتے ہوئے وہ لوگ بھی جلد از جلد اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہونا شروع ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی ہے جسے شریعت کاملہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے اور جس کی غلامی میں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو اس زمانے میں زمانے کی اصلاح کے لئے اور اسلام کی حقیقی تعلیم سے روشناس کرانے کے لئے دنیا میں بھیجا ہے۔ آپ نے اس جلسہ میں مختلف موضوعات پر علمی اور تربیتی تقریریں سنی ہوں گی۔ ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ یہی اس جلسہ کا مقصد ہے اور یہی آپ کے یہاں بیٹھنے کا مقصد ہونا چاہئے۔ تبھی آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس مقصد سے فیض پانے والے ہو سکتے ہیں جس کے حصول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسے کا آغاز فرمایا تھا اور آج جماعت احمدیہ اس کی اِتّباع میں تمام دنیا میں یہ جلسے منعقد کرتی ہے۔ پس اس روحانی مجلس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ عہد کریں کہ ہم اپنی عبادتوں کے معیار بھی بلند کریں گے اور اپنے اخلاق کے معیار بھی بلند کریں گے اور آپس کے تعلقات کو پہلے سے بڑھ کر نبھانے کی کوشش کریں گے چاہے وہ میاں بیوی کے تعلقات ہوں، بھائی بھائی کے تعلقات ہوں، دوست دوست کے تعلقات ہوں۔ ایک احمدی کے دوسرے احمدی کے ساتھ تعلقات ہوں۔ ہمیشہ یہ پیش نظر رکھیں کہ ہم نے ہر لمحہ تقویٰ کو مدنظر رکھنا ہے۔ تقویٰ میں بڑھنا ہے۔ عبادتوں میں ترقی کرنی ہے۔ نیکیوں پر قائم ہونا ہے اور آپس میں محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرنی ہے تاکہ جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں تو سفرِ آخرت مکروہ نظر نہ آئے۔ اللہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان تمام دعاؤں کا وارث بنائے جو آپ نے اپنی جماعت کے لئے کی ہیں اور سب سے بڑھ کر ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام دعاؤں کا وارث بنائے جو آپ نے اپنی اُمّت کے لئے کی ہیں اور ہم کبھی بدنصیبوں میں شمار نہ ہوں۔ اب دعا کر لیں۔

☆☆☆

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 17 جنوری 2016ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ افشاں محمود بنت مکرم خالد محمود صاحب لندن کا ہے جو عزیزم محمد مظہر صاحب کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے جو مربیٔ سلسلہ ہیں۔ کل ہی جامعہ کی جو کانوکیشن ہوئی ہے اس تقریب میں ان کو مربیٔ سلسلہ کی سند دی گئی ہے، پاس ہوئے ہیں۔

مربیٔ سلسلہ کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنے نمونے قائم کرے۔ اور نکاح اور شادی کا موقعہ بھی ایسا ہے جس میں گھر سے ہی نمونے قائم کرنے ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مرد کی سب سے بڑی گواہ عورت ہوتی ہے، اس کی بیوی ہوتی ہے۔ پس جہاں مربیان نے تلقین کرنی ہے۔ ماحول میں، معاشرے میں، امن اور محبت کی فضا پیدا کرنی ہے تو ان کو سب سے پہلے اپنے گھر سے اس کی ابتدا کرنی چاہئے۔ اسی طرح جو لڑکی مربیٔ سلسلہ کے گھر میں آ رہی ہے، اس کی بیوی بننے والی ہے اس کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مربیٔ سلسلہ نے ایک عہد کیا ہے کہ مَیں دوسروں کی نسبت زیادہ اس بات کو اہمیت دوں گا کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے اور میری پہلی ترجیح دین کی خدمت ہے اور اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہونا ہے۔ اس لئے مربی کی بیوی کو بھی یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ بعض دفعہ گھر کے ماحول میں بعض بدمزگیاں اس لئے پیدا ہو جاتی ہیں کہ فلاں بات نہیں ہماری مانی گئی یا فلاں کام نہیں کیا گیا۔ گو کہ کام کرنا، بات ماننا، ایک دوسرے سے تعلق رکھنا ان آیات میں بھی یہی ذکر ہے۔ رشتوں کا احترام کرنا، اعتماد حاصل کرنا ضروری ہے۔ لیکن مربی کی جو ذمہ داریاں ہیں اس میں اس کی بیوی کو بھی اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب یہ ہوگا تو انشاء اللہ تعالیٰ گھر جو ہے پیار اور محبت کی فضا پیدا کرنے والا گھر ہوگا۔ اس میں پیار اور محبت کی فضا قائم ہوگی۔

اللہ کرے کہ آج یہ قائم ہونے والا رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور ان کی آئندہ نسلیں بھی نیکیوں پر چلنے والی ہوں اور جماعت اور خلافت سے پختہ تعلق رکھنی والی ہوں۔ ان الفاظ کے بعد اب مَیں اعلان نکاح کرتا ہوں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

رشتے کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کر لیں۔

(مرتبہ:۔ ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆…☆…☆

اخلاص کی ایک علامت

ایک صاحب کی لڑکی بیمار تھی۔ انہوں نے اس کی دعا کے لئے تار بھیجا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو پڑھ کر فرمایا کہ:

’’دیکھو یہ لوگ ہم سے کتنا اخلاص رکھتے ہیں۔ جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو جھٹ ہماری طرف آتے اور دعا کے خواستگار ہوتے ہیں۔ مَیں دعا کروں گا۔ آگے شفا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم۔ صفحہ232۔ ایڈیشن2003ء مطبوعہ ربوہ)

خطبہ جمعہ

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کا جلسہ سالانہ شروع ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جلسہ کے تین دن وہاں خیریت سے گزریں اور جس مقصد کو لے کر مخلصین جماعت اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آئے ہیں وہ مقصد حاصل کرنے والے ہوں

جلسہ سالانہ میں شمولیت کے بلند مقاصد کا تذکرہ اور ان مقاصد کے حصول کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے افراد جماعت کو اہم نصائح

آج دنیا کو مسیح موعود کے ماننے والوں کی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔

دعا کا مضمون ایسا ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے شمار جگہ مختلف مجالس میں بھی ذکر فرمایا اور اپنی تحریرات میں بھی لکھا۔ دعا کیا ہے؟ اور اس کے لئے کیسی حالت اختیار کرنی چاہئے؟ دعاؤں کی قبولیت کس طرح ہو سکتی ہے؟ اور دعا ہی تمام مسائل کا حل ہے۔ اس بارے میں جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑا کھول کر بیان فرمایا ہے اور ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ دعاؤں کی طرف خاص توجہ کرو۔

دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ سب ذاتی رنجشوں اور کدورتوں کو بھلا دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑاتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی بھی مانگی جائے اور آئندہ کے لئے اپنے دل کو پاک صاف رکھنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی جائے۔

دعاؤں کے لئے اضطرار بھی ضروری ہے اور پھر اس یقین پر قائم ہونا بھی ضروری ہے کہ ہر قسم کی اضطراری حالت میں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو کام آتی ہے۔ وہی ہے جو دعاؤں کو سنتا ہے اور اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔

دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان ہر روز نیکیوں میں ترقی کرے۔

یہ ایک نکتہ ہے جو سمجھنے والا ہے جو آپ نے فرمایا کہ ہماری دعائیں جب ایک نکتہ پر پہنچ جائیں گی اس معیار پر پہنچ جائیں گی جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو پھر تمام جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اُمّت مسلمہ کی آنکھیں کھولے اور یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی مخالفت سے باز آ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاون و مددگار بننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دعاؤں کا حق ادا کرنے والا بنائے۔ خاص طور پر قادیان میں شاملین جلسہ دعاؤں پر بہت توجہ دیں اور اس جلسہ میں شمولیت کو اپنے اندر ایک انقلابی تبدیلی لانے والا بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 29 ردسمبر 2017ء بمطابق 29 رفتح 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یو کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کا جلسہ سالانہ شروع ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جلسہ کے تین دن وہاں خیریت سے گزریں اور جس مقصد کو لے کر مخلصین جماعت اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے آئے ہیں وہ مقصد حاصل کرنے والے ہوں اور وہ مقصد ہے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنا اور اپنی علمی حالتوں کو، عملی حالتوں کو بہتر کرنے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنا اور اسی مقصد کے لئے جلسہ کے پروگراموں میں شامل ہونا، انہیں سننا، ان سے فائدہ اٹھانا اور روحانی ماحول سے فائدہ اٹھانا اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دعاؤں کی طرف ایک خاص رغبت سے توجہ دینا اور اپنی ذات تک ہی دعاؤں کو محدود نہیں رکھنا بلکہ جماعت کی ترقی کے لئے خاص دعائیں کرنا۔ مخالفین جماعت جو جماعت کو نقصان پہنچانے کے لئے دنیا کے کسی بھی حصہ میں منصوبہ بندی کر رہے ہیں ان کے توڑ کے لئے اللہ تعالیٰ کی خاص مدد، تائید و نصرت کے لئے دعائیں کرنا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہر شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔ اسی طرح مسلمانوں کی عمومی حالت اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر بعض گروہ اور حکومتیں جو حرکتیں کر رہی ہیں، جو ظلم کر رہی ہیں اور مسلمان جس طرح مسلمان کی گردن زدنی کر رہا ہے، جس طرح ان کی قتل و غارت ہو رہی ہے، ان کو تباہ کیا جا رہا ہے ان کے لئے بھی دعا کرنا آج ہمارا فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر سب فریق یہ ظلم کر رہے ہیں اور ان ظلموں کی وجہ سے غیر مسلم دنیا میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اعتراض کئے جا رہے ہیں اور ان باتوں سے بھی ہم احمدیوں کے دل ہی زخمی ہوتے ہیں۔ پس اس کے لئے بھی ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں اور خاص طور پر وہ لوگ جو ان دنوں میں مسیح موعود کی بستی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کی بستی میں جمع ہیں انہیں خاص طور پر انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی اپنی دعاؤں میں ان سب مقاصد کو، ان سب دعاؤں کو سامنے رکھنا چاہئے۔ اور اس بات کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس مقصد کے لئے بھیجے گئے تھے اس کے لئے بھی دعائیں کریں اور وہ مقصد مسلمانوں کی بھی ہدایت اور غیر مسلموں کو بھی اسلام کی حقیقت سے آشنا کرنا اور ان پر اسلام کی برتری ثابت

کر کے انہیں اسلام کی آغوش میں لے کے آنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے لے کر آنا، توحید پر ان کو قائم کرنا ہے۔ اسی طرح عمومی طور پر دنیا کے حالات کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو عقل دے اور وہ تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچ جائیں۔ آج دنیا کو مسیح موعود کے ماننے والوں کی دعاؤں کی بہت ضرورت ہے۔

پس خاص طور پر قادیان والوں کو جو جلسہ میں وہاں شامل ہیں اور عمومی طور پر جماعت کو مَیں کہتا ہوں کہ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے۔ مسلمان اُمّت کو عقل دے اور یہ لوگ اس حقیقت کو سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادہ کو ماننے بغیر نہ ان کی بقا ہے، نہ ان کی نجات ہے۔ اور نئے سال میں جب یہ داخل ہوں تو اس بات کو سمجھتے ہوئے داخل ہوں۔ اللہ کرے کہ ان کو عقل آ جائے۔

بہرحال دعا کا مضمون ایسا ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے شمار جگہ مختلف مجالس میں بھی ذکر فرمایا اور اپنی تحریرات میں بھی لکھا۔ دعا کیا ہے؟ اور اس کے لئے کیسی حالت اختیار کرنی چاہئے؟ دعاؤں کی قبولیت کس طرح ہو سکتی ہے؟ اور دعا ہی تمام مسائل کا حل ہے۔ اس بارے میں جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑا کھول کر بیان فرمایا ہے اور ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ دعاؤں کی طرف خاص توجہ کرو۔ اس ضمن میں آپ کے بعض اقتباسات میں پیش کروں گا۔

دعاؤں کی قبولیت کے لئے ایک بنیادی اور اصولی بات بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''جب تک سینہ صاف نہ ہو دعا قبول نہیں ہوتی۔ اگر کسی دنیوی معاملہ میں ایک شخص کے ساتھ بھی تیرے سینہ میں بُغض ہے تو تیری دعا قبول نہیں ہو سکتی''۔ فرماتے ہیں کہ ''اس بات کو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہئے اور دنیوی معاملہ کے سبب کبھی کسی کے ساتھ بُغض نہیں رکھنا چاہئے۔ اور دنیا اور اس کا اسباب کیا ہستی رکھتا ہے کہ اس کی خاطر تم کسی سے عداوت رکھو''۔

(ملفوظات جلد9 صفحہ218-217۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ سب ذاتی رنجشوں اور کدورتوں کو بھلا دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی بھی مانگی جائے اور آئندہ کے لئے اپنے دل کو پاک صاف رکھنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی جائے۔ آج جو مخالفین احمدیت اپنی مخالفانہ کارروائیوں میں بڑھے ہوئے ہیں تو ہمیں ایک ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی دعاؤں کے ساتھ حاضر ہونا چاہئے۔ جب انسان بے چین ہو کر مُضطر بن کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتا ہے، اس سے مانگتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کو آتا ہے۔ پس اس اصل کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور کبھی اس بات سے لاپرواہ نہیں ہونا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک کان سے سنتے ہیں دوسری طرف نکال دیتے ہیں۔ ان باتوں کو دل میں نہیں اتارتے۔ چاہے جتنی نصیحت کرو مگر ان کو اثر نہیں ہوتا''۔ فرمایا کہ ''یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آ جاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالتِ اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔''

اور دعاؤں میں اضطراب پیدا کرنے کی حالت اور پھر قبولیت کے لئے جیسا کہ پہلے آپ نے اصولی بات بیان فرما دی کہ اپنے دلوں کی کدورتوں کو صاف کرو۔ آپ فرماتے ہیں:

''قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے''۔ (ایک شرط دلوں کو صاف کرنا۔ پھر دوسری بات اضطراب۔) ''جیسا کہ فرمایا۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ (النمل:63)۔''

(ملفوظات جلد10 صفحہ137۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یعنی وہ کون ہے جو بیقراری کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دُور کر دیتا ہے۔

پس دعاؤں کے لئے اضطرار بھی ضروری ہے اور پھر اس یقین پر قائم ہونا بھی ضروری ہے کہ ہر قسم کی اضطرار کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو کام آتی ہے۔ وہی ہے جو دعاؤں کو سنتا ہے اور اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے۔ پس قادیان والوں کو مَیں مخاطب ہوں کہ آجکل جو احمدی خاص روحانی ماحول میں مسیح موعود علیہ السلام کی بستی میں رہ رہے ہیں، وہاں کچھ دن گزار رہے ہیں جو باہر سے آئے ہوئے ہیں وہ اپنی نمازوں اپنے نوافل میں ایک ایسی حالت پیدا کرنے کی کوشش کریں جو اضطرار کی حالت ہے اور عمومی طور پر تمام جماعت کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور خاص طور پر وہاں کے لوگوں کو چلتے پھرتے بھی اِدھر اُدھر کی باتوں کی بجائے زیادہ وقت دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گزارنا چاہئے۔ بے چین ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں تا کہ احمدیوں کے لئے جہاں بھی تکلیف دِہ حالات ہیں اللہ تعالیٰ ان میں اپنے فضل سے بہتری لائے اور دشمن کو ناکام و نامراد کرے۔

اضطرار کی حالت اور دعا کی حقیقت کو بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''یہ مت سمجھو کہ دعا صرف زبانی بک بک کا نام ہے بلکہ دعا ایک قسم کی موت ہے جس کے بعد زندگی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ پنجابی میں ایک شعر ہے

جو منگے سو مر رہے۔ مرے سو منگن جا''

(یعنی مانگنے والے کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ جس طرح مر گیا۔ اپنا کچھ نہیں رہتا۔ اپنی ذات اپنی اَنا کو بالکل ختم کر دیتا ہے اور بالکل اپنی ذات کو فنا کر کے پھر مانگتا ہے۔ یہ حالت ہو تو تب اللہ تعالیٰ کے حضور ایسی حالت میں جب انسان پیش ہو تو دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔) آپ فرماتے ہیں کہ ''دعا میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے۔ وہ فیض اور فضل کو اپنی طرف کھینچتی ہے''۔

(ملفوظات جلد10 صفحہ62۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر دعا کی اہمیت، دعاؤں اور نوافل کی طرف توجہ اور خدا تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ

''ہم یہ کہتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ کے حضور تضرّع اور زاری کرتا ہے اور اس کے حدود و احکام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے''۔ (حدود و احکام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھنا یہ بھی بڑی ضروری چیز ہے۔ وہ کون سی حدود ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہیں، جن کے بارے میں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ سارے احکامات جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں ان کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ کسی کو بھی معمولی نہ سمجھا جائے) ''اور اس کے جلال سے ہیبت زدہ ہو کر اپنی اصلاح کرتا ہے''۔ (یہی یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں گا تو پھر سزاوار ہو سکتا ہوں۔ پس اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی اصلاح کرتا ہے تو فرمایا کہ ''وہ خدا کے فضل سے ضرور حصہ لے گا۔ اس لئے ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہرحال مل جائے گا''۔ فرمایا کہ ''اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے''۔ (یعنی تہجد کے وقت کی دعاؤں میں) ''کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو اس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے؟ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقّت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیتِ دعا کا موجب ہو جاتے ہیں''۔

تہجد کی نماز میں نوافل میں جو اضطراب اور اضطرار پیدا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مضطر کی دعا قبول کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اضطرار کی حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان اپنے آرام کو قربان کرے اور عبادت کے لئے اٹھے۔ فرمایا کہ ''لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں۔ کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن جب کہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے جو بیدار کر رہا ہے''۔ فرماتے ہیں ''پھر ایک اور بات بھی ضروری ہے جو ہماری جماعت کو اختیار کرنی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ زبان کو فضول گوئیوں سے پاک رکھا جاوے''۔ (کہ فضول باتیں کرنے سے زبان کو پاک رکھو۔ کسی کو جذباتی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ کسی قسم کی غلط باتیں نہ کرو اور خاص طور پر وہاں جلسے کے ماحول میں تو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے اور زیادہ وقت ذکر الٰہی میں گزارنا چاہئے۔ فرمایا کہ ''زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ وجود کی ڈیوڑھی میں آ جاتا ہے''۔ (یعنی کہ گھر کا جو دروازہ ہے، مین انٹرنس (main entrance) ہے وہ زبان ہے۔) ''جب خدا ڈیوڑھی میں آ گیا تو پھر اندر آنا کیا تعجب ہے''۔ آپ فرماتے ہیں ''پھر یاد رکھو کہ حقوق اللہ اور حقوق عباد میں دانستہ ہرگز غفلت نہ کی جاوے''۔ (نہ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے میں غفلت ہو۔ نہ بندوں کے حق ادا کرنے میں غفلت ہو۔ یہ دونوں باتیں سامنے رکھو۔) فرمایا کہ ''جو ان امور کو مدّنظر رکھ کر دعاؤں سے کام لے گا یا یُوں کہو کہ جسے دعا کی توفیق دی جاوے گی'' آپ فرماتے ہیں کہ ''ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اور وہ بچ جاوے گا۔ ظاہری تدابیر صفائی وغیرہ کی منع نہیں ہیں بلکہ

برتوکّل زانوئے اشتر بہ بند''

(یعنی توکّل سے پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھنا یہ ضروری ہے۔) آپ فرماتے ہیں اس ''پر عمل کرنا چاہئے جیسا کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ سے معلوم ہوتا ہے۔ مگر یاد رکھو کہ اصل صفائی وہی ہے جو فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ...... ''ہر شخص اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ اپنی حالت کو درست کرے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''مگر وہی خدا کے فضل کا امیدوار ہو سکتا ہے جو سلسلہ دعا، توبہ اور استغفار کا نہ توڑے اور عمداً گناہ نہ کرے''۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''گناہ ایک زہر ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اور خدا کے غضب کو

بھڑکاتی ہے۔ گناہ سے صرف خدا تعالیٰ کا خوف اور اس کی محبت ہٹاتی ہے''۔ (اللہ تعالیٰ کا خوف اور محبت ہو اور یہ پتا ہو کہ مجھے ہر وقت خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے تو آپ فرماتے ہیں تبھی گناہ سے انسان بچ سکتا ہے۔) آپ فرماتے ہیں کہ ''دعا کے سلسلہ کو نہ توڑو اور توبہ و استغفار سے کام لو۔ وہی دعا مفید ہوتی ہے جبکہ دل خدا کے آگے پگھل جاوے اور خدا کے سوا کوئی مَفَرّ نظر نہ آوے۔ جو خدا کی طرف بھاگتا ہے اور اضطرار کے ساتھ امن کا جُویاں ہوتا ہے وہ آخر بچ جاتا ہے۔''

(ماخوذ از ملفوظات جلد3 صفحہ245 تا247۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر یہ بیان فرماتے ہوئے کہ حقیقی دعا کیا ہے؟ آپ فرماتے ہیں۔

''دعا دو قسم (کی) ہے۔ ایک تو معمولی طور سے۔'' (یعنی عام دعا انسان کرتا ہے۔ اور) ''دوم وہ جب انسان اسے انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ پس یہی دعا حقیقی معنوں میں دعا کہلاتی ہے'' (کہ انسان دعا کو انتہا تک پہنچا دے۔ ایک اضطرار کی کیفیت پیدا ہو جائے۔) آپ فرماتے ہیں ''انسان کو چاہئے کہ کسی مشکل پڑنے کے بغیر بھی دعا کرتا رہے''۔ (یہ نہیں کہ جب کوئی مشکل آئی تب دعا کرنی ہے۔ کوئی مشکل نہ بھی پڑے تب بھی دعا کرتے رہنا چاہئے) ''کیونکہ اسے کیا معلوم کہ خدا تعالیٰ کے کیا ارادے ہیں اور کل کیا ہونے والا ہے۔ پس پہلے سے دعا کرو تا بچائے جاؤ''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''بعض وقت بلا اس طور پر آتی ہے کہ انسان دعا کی مہلت ہی نہیں پاتا۔ پس پہلے اگر دعا کر رکھی ہو تو اس آڑے وقت میں کام آتی ہے''۔ (ملفوظات جلد نمبر 10 صفحہ123-122۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر یہ بات بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن کریم جو ہے اس کی ابتدا بھی دعا ہے اور اس کی انتہا بھی دعا پر ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''یاد رکھو کہ یہ جو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی ابتدا بھی دعا سے ہی کی ہے اور پھر اس کو ختم بھی دعا پر ہی کیا ہے''۔ (سورۃ فاتحہ بھی دعا ہے اور سورۃ ناس بھی دعا ہے) ''تو اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان ایسا کمزور ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر پاک ہو ہی نہیں سکتا اور جب تک خدا تعالیٰ سے مدد اور نصرت نہ ملے یہ نیکی میں ترقی کر ہی نہیں سکتا''۔ فرمایا کہ ''ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب مُردے ہیں مگر جس کو خدا زندہ کرے۔ اور سب گمراہ ہیں مگر جس کو خدا ہدایت دے۔ اور سب اندھے ہیں مگر جس کو خدا بِینا کرے''۔ فرمایا ''غرض یہ سچی بات ہے کہ جب تک خدا کا فیض حاصل نہیں ہوتا تب تک دنیا کی محبت کا طوق گلے کا ہار رہتا ہے اور وہی اس سے خلاصی پاتے ہیں جن پر خدا اپنا فضل کرتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کا فیض بھی دعا سے ہی شروع ہوتا ہے۔'' (ملفوظات جلد10 صفحہ62۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

اس کے لئے بھی دعا ہی کرنی پڑے گی۔

پھر مومنوں کے اوصاف بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''قرآن مجید میں تو صاف طور پر لکھا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (المؤمنون:2۔3)۔ یعنی جب دعا کرتے کرتے انسان کا دل پگھل جائے اور آستانۂ اُلوہیت پر ایسے خلوص اور صدق سے گر جاوے کہ بس اُسی میں محو ہو جاوے اور سب خیالات کو مٹا کر اُسی سے فیض اور استعانت طلب کرے اور ایسی یکسوئی حاصل ہو جائے کہ ایک قسم کی رِقّت اور گداز پیدا ہو جائے تب فلاح کا دروازہ کھل جاتا ہے''۔ (یہ بھی اضطراری کیفیت پیدا ہو۔ رقت پیدا ہو۔ انسان روئے۔ دل میں ایک نرمی پیدا ہو جائے۔) فرمایا کہ ''تب فلاح کا دروازہ کھل جاتا ہے''۔ (یہ فرمایا کہ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ وہ مومن فلاح پا جاتے ہیں جو اپنی نمازوں میں خشیت دکھاتے ہیں۔ انتہائی عاجزی اور انکساری سے گرتے ہیں۔ ان پہ اضطراری کیفیت طاری ہو جاتی ہے) فرمایا کہ ''تب فلاح کا دروازہ کھل جاتا ہے جس سے دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دو محبتیں ایک جگہ جمع نہیں رہ سکتیں۔ جیسے لکھا ہے

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دُوں
ایں خیال است و محال است و جنوں''

(ملفوظات جلد10 صفحہ63۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

کہ تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور اس دنیا، ذلیل دنیا کو بھی چاہتا ہے یہ محض ایک خیال ہے۔ یہ ناممکن ہے اور یہ پاگل پن ہے۔ دونوں چیزیں نہیں ہو سکتیں۔ ہاں خدا کو چاہو تو دنیا ضرور مل جاتی ہے۔ لیکن صرف دنیا کو چاہنے سے خدا نہیں ملتا۔

اپنے ارادوں اور خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع کرنے سے ہی دعاؤں کی قبولیت ہوتی ہے اس نکتے کو بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''فنا فی اللہ ہو جانا اور اپنے سب ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا پابند ہو جانا چاہئے کہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد بیوی بچوں خویش و اقارب اور ہمارے واسطے بھی باعث رحمت بن جاؤ۔'' یعنی حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو بھی کہہ رہے ہیں کہ ہمارے واسطے باعث رحمت بن جاؤ۔ یہ کس طرح بنو گے کہ اللہ کی طرف آ کر سب خواہشوں کو چھوڑ دو۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''مخالفوں کے واسطے اعتراض کا موقع ہرگز ہرگز نہ دینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ (فاطر:33)''۔ (اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ ایسے ہیں جو اپنے نفس کے حق میں ظالم ہیں اور ایسے بھی ہیں جو میانہ رَو ہیں اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو نیکیوں میں آگے بڑھ جانے والے ہیں۔) حضور فرماتے ہیں کہ ''پہلی دونوں صفات ادنیٰ ہیں۔ سابق بالخیرات بننا چاہئے''۔ (یعنی نیکیوں میں آگے بڑھنے والا بننا چاہئے۔) ''ایک ہی مقام پر ٹھہر جانا کوئی اچھی صفت نہیں۔ دیکھو ٹھہرا ہوا پانی آخر گندہ ہو جاتا ہے۔ کیچڑ کی صحبت کی وجہ سے بدبودار اور بدمزہ ہو جاتا ہے۔ چلتا پانی ہمیشہ عمدہ ستھرا اور مزیدار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس میں بھی نیچے کیچڑ ہو مگر کیچڑ اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتا۔ یہی حال انسان کا ہے کہ ایک ہی مقام پر ٹھہر نہیں جانا چاہئے۔ یہ حالت خطرناک ہے۔ ہر وقت قدم آگے ہی رکھنا چاہئے۔ نیکی میں ترقی کرنی چاہئے ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا اور اس طرح سے انسان بے نور ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ آخر کار بعض اوقات ارتداد ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے انسان دل کا اندھا ہو جاتا ہے۔''

پھر دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان ہر روز نیکیوں میں ترقی کرے۔ جیسا کہ پہلے بھی بتایا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک جگہ کھڑے نہیں ہونا چاہئے بلکہ چلتے پانی کی طرح ہر روز مستقل انسان کو آگے بڑھتے چلے جانا چاہئے۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ کی نصرت اُنہیں کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔ ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان میں بڑا شوق ذوق اور شدّتِ رقّت ہوتی ہے مگر آگے چل کر بالکل ٹھہر جاتے ہیں اور آخر ان کا انجام بخیر نہیں ہوتا''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ (الاحقاف:16)۔ میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔'' (اولاد کی وجہ سے بھی اور بیوی کی وجہ سے بھی۔) فرمایا کہ ''دیکھو پہلا فتنہ حضرت آدم پر بھی عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کے مقابلے میں بلعم کا ایمان جو حبط کیا گیا اصل میں اس کی وجہ بھی توریت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بلعم کی عورت کو اس بادشاہ نے بعض زیورات دکھا کر طمع دے دیا تھا اور پھر عورت نے بلعم کو حضرت موسیٰ پر بددعا کرنے کے واسطے اُکسایا تھا''۔ آپ فرماتے ہیں ''غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آ جایا کرتے ہیں''۔ (یعنی اولاد اور بیوی کی وجہ سے) فرمایا کہ ''تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے''۔ (ملفوظات جلد10 صفحہ139-138۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس صرف دعاؤں کی طرف توجہ کرنے اور نیکیوں میں بڑھنے کے لئے ایک مومن کو اپنی ذات تک ہی محدود نہیں رہنا چاہئے بلکہ اگلی نسل میں بھی نیکیوں کو اختیار کرنے کی طرف جہاں کوشش کرنی چاہئے، انہیں توجہ دلانی چاہئے وہاں ان کے لئے دعا بھی کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ان میں بھی نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جانے کی روح پیدا ہو۔

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''ایک شخص جو اولیاء اللہ میں سے تھے ان کا ذکر ہے کہ وہ جہاز میں سوار تھے۔ سمندر میں طوفان آ گیا۔ قریب تھا کہ جہاز غرق ہو جاتا۔ اس کی دعا سے بچا لیا گیا۔'' (یعنی اس بزرگ کی وجہ سے) ''اور دعا کے وقت اس کو الہام ہوا کہ تیری خاطر ہم نے سب کو بچا لیا''۔ فرمایا کہ ''مگر یہ باتیں نرا زبانی جمع خرچ کرنے سے حاصل نہیں ہوتیں۔'' ان کے لئے تو بڑی محنت کرنا پڑتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''ہماری طرف سے تو یہی نصیحت ہے کہ اپنے آپ کو عمدہ اور نیک نمونہ بنانے کی کوشش میں لگے رہو۔ جب تک فرشتوں کی سی زندگی نہ بن جاوے تب تک کیسے کہا جا سکتا ہے کہ کوئی پاک ہو گیا۔ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۔'' (ملفوظات جلد10 صفحہ138۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان) یعنی وہی کرتے ہیں جو حکم دیئے جاتے ہیں۔ یعنی اپنی عملی حالتوں کو ایسے بناؤ جیسے تم کو حکم دیا جاتا ہے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

آپ دعا کی اہمیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں۔ تھکتے نہیں۔ کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔‘‘

پھر آپ ہمیں توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے۔‘‘ (کبھی تھکتے نہیں۔ سستی نہیں دکھاتے۔) ’’اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے۔ اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے۔ اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور ازخود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا‘‘۔ (یہ حالات ایک جیسے نہیں رہنے۔ ان دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کا فضل انشاء اللہ آئے گا) ’’وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیاوالا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔ خدا کے لئے ہار اختیار کرلو اور شکست کو قبول کرلو تا بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ۔ دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنی صفات میں تبدیلی کرتا ہے اور اس کے صفات غیر متبدّل ہیں مگر تبدیلی یافتہ کے لئے اس کی ایک الگ تجلّی ہے۔‘‘ (خدا کی صفات میں تبدیلیاں نہیں ہوتیں بلکہ ان کا جو اظہار ہے وہ جب انسان اپنے اندر تبدیلی پیدا کرتا ہے تو بدل جاتا ہے) ’’جس کو دنیا نہیں جانتی‘‘۔ فرمایا کہ ’’گویا وہ اور خدا ہے۔ حالانکہ اور کوئی خدا نہیں مگر نئی تجلّی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے۔ تب اس خاص تجلّی کے شان میں اس تبدیل یافتہ کے لئے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کے لئے نہیں کرتا۔ یہی وہ خوارق ہیں‘‘۔ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد20 صفحہ223-222)

افراد جماعت کو نمازوں، دعاؤں اور نیک اعمال کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اور اسی طرح اپنے نیک نمونے دکھانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ

’’ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ برے نمونے سے اوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونے سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونے چاہئیں۔‘‘ (یہ مثالیں پہلے بھی آ چکی ہیں۔) ’’جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہو گیا وہ گھاٹے میں ہے۔ انسان اگر خدا کو ماننے والا اور اسی پر کامل ایمان رکھنے والا ہو تو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اس ایک کی خاطر لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد10 صفحہ138-137۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

جیسا کہ مثال بھی دی کہ ایک ولی اللہ جہاز پہ تھے تو ان کی خاطر دوسرے بھی بچائے گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی اتنی غیرت رکھتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا ہتھیار تو دعا ہے۔ اس لئے دعاؤں کی طرف ہی توجہ دینی چاہئے۔ فرمایا کہ: ’’مسیح موعود کے متعلق کہیں یہ نہیں لکھا کہ وہ تلوار پکڑے گا اور نہ یہ لکھا ہے کہ وہ جنگ کرے گا بلکہ یہی لکھا ہے کہ مسیح کے دم سے کافر مریں گے۔ یعنی وہ اپنی دعا کے ذریعہ سے تمام کام کرے گا‘‘۔ اور فرمایا کہ ’’یہ سب مقاصد جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں صرف دعا کے ذریعہ سے حاصل ہو سکیں گے۔ دعا میں بڑی قوتیں ہیں‘‘۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ ’’کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ ایک ملک پر چڑھائی کرنے کے واسطے نکلا۔ راستے میں ایک فقیر نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑلی‘‘۔ (یہ کہاوت بنی ہے۔) ’’اور کہا کہ تم آگے مت بڑھو ورنہ میں تمہارے ساتھ لڑائی کروں گا۔ بادشاہ حیران ہوا اور اس سے پوچھا کہ تُو ایک بے سروسامان فقیر ہے تُو کس طرح میرے ساتھ لڑائی کرے گا؟ فقیر نے جواب دیا کہ مَیں صبح کی دعاؤں کے ہتھیار سے تمہارے مقابلے میں جنگ کروں گا‘‘۔ (یعنی تہجد کی نمازوں سے، دعاؤں سے۔) ’’بادشاہ نے کہا کہ میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ کہہ کر وہ واپس چلا گیا‘‘۔ (تو اتنی طاقت ہے دعاؤں کی۔ اس بات کو آپ بیان فرما رہے ہیں۔) فرمایا کہ ’’غرض دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہو گا دعا ہی کے ذریعہ سے ہو گا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوائے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا تعالیٰ اس کو ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے۔ گزشتہ انبیاء کے زمانے میں بعض مخالفین کو نبیوں کے ذریعہ سے بھی سزا دی جاتی تھی۔‘‘ (یعنی جنگوں کی صورت میں بھی دی گئی) ’’مگر خدا جانتا ہے کہ ہم ضعیف اور کمزور ہیں۔ اس واسطے اس نے ہمارا سب کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اسلام کے واسطے اب یہی ایک راہ ہے جس کو خشک مُلّا اور خشک فلسفی نہیں سمجھ سکتا۔ اگر ہمارے واسطے لڑائی کی راہ کھلی ہوتی تو اس کے لئے تمام سامان بھی مہیا ہو جاتے۔ جب ہماری دعائیں ایک نکتہ پر پہنچ جائیں گی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے‘‘۔

(پس یہ ایک نکتہ ہے جو سمجھنے والا ہے جو آپ نے فرمایا کہ ہماری دعائیں جب ایک نکتہ پر پہنچ جائیں گی، اس معیار پر پہنچ جائیں گی جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو پھر تمام جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے۔ آپ کے زمانے میں جتنے مخالفین تھے وہ آپ کے سامنے ذلیل و خوار ہوئے اور آج بھی اگر دشمن پر اگر فتح پانی ہے تو ان دعاؤں کے ذریعہ سے ہی پائی جا سکتی ہے اور اس کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔)

آپ فرماتے ہیں کہ ’’ہمارے نزدیک دعا سے بڑھ کر اور کوئی تیز ہتھیار ہی نہیں۔ سعید وہ ہے جو اس بات کو سمجھے کہ خدا تعالیٰ اب دین کو کس راہ سے ترقی دینا چاہتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد9 صفحہ28-27۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اللہ تعالیٰ نے دین کی ترقی کا جو ہتھیار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا ہے وہی آپ کے ماننے والوں کو بھی استعمال کرنا ہو گا۔ یہی ہتھیار ہے جو ہمیں انشاء اللہ تعالیٰ مشکلات سے بھی نکالے گا اور باقی دشمن کو بھی خائب و خاسر کرے گا۔ پس اس طرف ہر احمدی کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا ہے جو آپ نے مُسلم اُمّہ کے لئے بھی کی۔ ہمارے جو غیر از جماعت مسلمان بھائی ہیں ان کے لئے بھی عمومی طور پر کی۔ آپ فرماتے ہیں:

رَبِّ یَارَبِّ اِسْمَعْ دُعَائِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَتَضَرُّعِیْ فِیْ اِخْوَتِیْ اِنِّیْ اَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَشَفِیْعٍ وَ مُشَفَّعٍ لِلْمُذْنِبِیْنَ۔ رَبِّ اَخْرِجْھُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلٰی نُوْرِکَ۔ وَمِنْ بَیْدَاءِ الْبُعْدِ اِلٰی حُضُوْرِکَ۔ رَبِّ ارْحَمْ عَلَی الَّذِیْنَ یَلْعَنُوْنَ عَلَیَّ وَاحْفَظْ مِنْ تَبَّکَ قَوْمًا یَقْطَعُوْنَ یَدَیَّ وَاَدْخِلْ ھُدٰکَ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِھِمْ وَاعْفُ عَنْ خَطِیْئَآتِھِمْ وَذُنُوْبِھِمْ وَاغْفِرْلَھُمْ وَعَافِھِمْ وَوَادِعْھُمْ وَصَافِھِمْ وَاَعْطِھِمْ عُیُوْنًا یُبْصِرُوْنَ بِھَا وَاٰذَانًا یَسْمَعُوْنَ بِھَا وَقُلُوْبًا یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَاَنْوَارًا یَّعْرِفُوْنَ بِھَا وَارْحَمْ عَلَیْھِمْ۔ وَاعْفُ عَمَّا یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّھُمْ قَوْمٌ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ رَبِّ بِوَجْهِ الْمُصْطَفٰی وَدَرَجَتِهِ الْعُلْیَا وَالْقَائِمِیْنَ فِیْ اٰنَاءِ اللَّیْلِ وَالْغَازِیْنَ فِیْ ضَوْءِ الضُّحٰی وَ رِکَابٍ لَکَ تُعَدُّ لِلسُّرٰی وَرِحَالٍ تُشَدُّ اِلٰی اُمِّ الْقُرٰی۔ اَصْلِحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ اِخْوَانِنَا۔ وَافْتَحْ اَبْصَارَھُمْ وَنَوِّرْ قُلُوْبَھُمْ وَفَھِّمْھُمْ مَا فَھَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْھُمْ طُرُقَ التَّقْوٰی۔ وَاعْفُ عَمَّا مَضٰی۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰی۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ23-22)

کہ اے میرے ربّ! میری قوم کے بارے میں میری دعا اور میرے بھائیوں کے بارے میں میری گریہ وزاری سن۔ مَیں تیرے نبی خاتم النبیین اور گناہگاروں کے شفیع جس کی شفاعت قبول کی جائے گی کے واسطے تجھ سے عرض کرتا ہوں۔ اے میرے رب انہیں ظلمات سے اپنے نور کی طرف نکال لے آ اور دُوری کے دشت سے اپنے حضور لے آ۔ اے میرے رب ان پر رحم کر جو مجھ پر لعنت کرتے ہیں اور جو میرے ہاتھ کاٹتے ہیں۔ اس قوم کو ہلاکت سے بچا اور اپنی ہدایت کو ان کے دلوں میں داخل فرما اور ان کی خطاؤں اور گناہوں سے درگزر فرما اور ان کو بخش دے اور ان کو عافیت عطا فرما اور ان کی اصلاح فرما اور ان کو پاک فرما۔ ان کو ایسی آنکھیں عطا فرما جن سے وہ دیکھ سکیں۔ ایسے کان عطا فرما جن سے وہ سن سکیں اور ایسے دل عطا فرما جن سے وہ سمجھ سکیں اور ایسے انوار عطا فرما جن سے وہ پہچان سکیں اور ان پر رحم فرما اور جو کچھ وہ کہتے ہیں ان سے درگذر فرما کیونکہ وہ ایسی قوم ہیں جو جانتے نہیں۔ اے میرے ربّ! حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بلند مقام کے صدقے اور ان کے صدقے جو راتوں کو قیام کرتے اور صبح کے وقت جنگ کرتے ہیں اور ان سواریوں کے صدقے جو تیری (رضا کی) خاطر راتوں کو سفر کرنے کے لئے تیار کی جاتی ہیں اور ان سفروں کے صدقے جو اُمّ القریٰ کی طرف کئے جاتے ہیں ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان صلح کے سامان فرما۔ اور ان کی آنکھیں کھول۔ اور ان کے دلوں کو منور فرما۔ اور انہیں وہ کچھ سمجھا دے جو تُو نے مجھے سمجھایا ہے اور ان کو تقویٰ کے طریق سکھا اور جو کچھ گزر چکا اس سے درگذر فرما۔ ہماری آخری دعا یہی ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو بلند آسمانوں کا رب ہے۔

اللہ تعالیٰ اُمّت مسلمہ کی آنکھیں کھولے اور یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی مخالفت سے باز آ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاون و مددگار بننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دعاؤں کا حق ادا کرنے والا بنائے۔ خاص طور پر قادیان میں شاملین جلسہ دعاؤں پر بہت توجہ دیں اور اس جلسہ میں شمولیت کو اپنے اندر ایک انقلابی تبدیلی لانے والا بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام اور آپ کے آریہ مخالفین

(منظور احمد۔ ایم ایس سی، پی ایچ ڈی۔ کراچی)

سوامی دیانند صاحب سرسوتی نے بمبئی ہندوستان میں 1875ء میں ہندوؤں کے اندر آریہ تحریک کی بنیاد رکھی تا کہ ویدوں کی تعلیم جسے موجودہ زمانے کے روشن دماغ ہندو بھی فرسودہ اور عملی طور پر ناقابل قبول سمجھتے تھے اس کی نئی توضیحات کر کے اسے سائنٹفک رنگ دیا جائے۔ (خواجہ غلام حسین پانی پتی 1932ء۔ سوامی دیانند اور ان کی تعلیمات صفحات 119-294)

اور ہندوؤں کے اندر پائے جانے والے جمود کو توڑ کر ان میں اجتماعی بیداری پیدا کی جائے۔ سوامی دیانند صاحب نے ہندوؤں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کی فضا کو قائم رکھنے کے لئے ستیارتھ پرکاش نامی جیسی رسوائے زمانہ کتاب لکھی جس میں اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر مکروہ قسم کے حملے کئے گئے۔ سوامی صاحب نے خود 1877ء میں پنجاب کا دورہ کیا۔ اسلام کے خلاف دھوآں دھار تقاریر کیں اور لاہور، امرتسر اور راولپنڈی وغیرہ جیسے شہروں میں آریہ سماج کی مضبوط شاخیں قائم ہوگئیں۔ یہ تحریک اگرچہ شروع تو بمبئی سے ہوئی تھی لیکن اس کو سب سے زیادہ کامیابی پنجاب میں نصیب ہوئی جہاں دیکھتے ہی دیکھتے اس کو لاکھوں پُرجوش حامی میسر آ گئے۔ اسلام کے خلاف عیسائی مشنری تو سارے ہندوستان میں پہلے ہی سرگرم عمل تھے اب آریہ تحریک کے اس نئے حملے سے مسلمان چاروں طرف سے گھر گئے۔ یہی وہ وقت تھا جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور آریہ تحریک کے لیڈروں کے درمیان علمی مقابلے کا آغاز ہوا۔

1۔ سوامی پنڈت دیانند سے ٹکراؤ

حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے آریہ تحریک سے علمی تصادم کی اوّلین صورت اس طرح پیدا ہوئی کہ پنڈت دیانند صاحب نے اخبار وکیل ہندوستان کے 7ردسمبر 1877ء کے شمارے میں ارواح کے متعلق یہ عقیدہ شائع کیا کہ

> ’’ارواح موجودہ بے انت ہیں اور اس کثرت سے ہیں کہ پرمیشر کو بھی ان کی تعداد معلوم نہیں۔‘‘

(پنڈت دیانند 1877ء اخبار وکیل 7 دسمبر 1877ء)

حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کے متعلق اس توہین آمیز عقیدے کی تردید میں 9رفروری 1878ء سے 9رمارچ 1878ء تک اخبار سفیر ہند امرتسر میں مضامین لکھے اور ساتھ ہی سوامی دیانند اور ان کے پیروکاروں کو چیلنج دیا کہ اگر وہ لوگ یہ ثابت کر دیں کہ ارواح بےاَنت ہیں اور پرمیشر کو اُن کی تعداد معلوم نہیں تو وہ ایسے آریہ کو پانچ سو روپیہ انعام دیں گے۔ انعامی چیلنج اتنا مؤثر ثابت ہوا کہ آریہ سماج لاہور کے جنرل سیکرٹری، لالہ جیون داس نے سوامی دیانند کے بیان کردہ اس اعتقاد سے سرے سے انکار ہی کر دیا اور اعلان کیا کہ

> ’’یہ مسئلہ آریہ سماج کے اصولوں میں داخل نہیں ہے اگر کوئی ممبر آریہ سماج کا اس کا دعویدار ہو تو اس سے سوال کرنا چاہیے اور اس کو جواب دینا لازم ہے۔‘‘

(بحوالہ شیخ یعقوب علی عرفانی حیات النبی۔ جلد اوّل طبع دوم صفحہ 113)

حضرت مرزا صاحب نے سوامی دیانند کے بیان کردہ آریہ عقائد کی تردید میں جو مضامین لکھے ان کو اتنی شہرت حاصل ہوئی کہ آریوں کے لئے خاموش رہنا ناممکن ہو گیا۔ چنانچہ آریہ سماج، امرتسر کے سیکرٹری باوا نارائن سنگھ نے اخبار آفتاب کی 18رفروری 1878ء کی اشاعت میں حضرت مرزا صاحب کے جواب میں ایک طویل مضمون لکھا جس میں انعامی رقم کے تصفیے کے لئے بعض شرائط اور منصفین کا ایک پینل تجویز کیا۔ اگرچہ حضرت مرزا صاحب نے باوا صاحب کی تجاویز کو منظور کر لیا لیکن اپنی طرف سے مختلف عذرات کے باعث باوا صاحب آریہ سماج کے عقائد پر مرزا صاحب سے بحث کیلئے تیار نہ ہوئے۔ اس سے آریہ سماج کی کافی سُبکی ہوئی۔

اس کے کچھ دن بعد آریہ سماج امرتسر کے ایک اور معزز ممبر پنڈت کھڑک سنگھ قادیان تشریف لائے اور مرزا صاحب سے مسئلہ تناسخ اور مقابلہ وید و قرآن کے موضوع پر مناظرہ کیا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کے پہلے ہی مضمون کے بعد جو مسئلہ تناسخ کے خلاف تھا پنڈت صاحب نے مزید مناظرہ جاری رکھنا مناسب نہ سمجھا اور وہ قادیان سے واپس چلے گئے۔ بعد کے حالات بتاتے ہیں کہ پنڈت صاحب ویدوں سے کلیۃً بدظن ہو گئے۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ وید علوم الٰہی اور راستی سے بے نصیب ہیں اس لئے وہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتے۔ نیز یہ کہ ویدوں کے علم اور فلسفہ اور قدامت کے متعلق آریوں کا دعویٰ باطل ہے۔

(مرزا غلام احمد صاحب قادیانی 1923ء۔ شحنۂ حق طبع اوّل صفحہ 24)

پنڈت صاحب کا آریہ تحریک کے متعلق رویّہ حضرت مرزا صاحب کے مقابلے میں آریہ سماج کو تیسرا دھچکا تھا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے باوا نارائن سنگھ اور پنڈت کھڑک سنگھ صاحب کے بحث سے احتراز کے بعد دوسرے آریہ سماجی لیڈروں کی طرف رجوع کیا اور سوامی دیانند صاحب، منشی جیون داس صاحب، منشی کنہیا لال صاحب، منشی بختاور سنگھ صاحب، ایڈیٹر آریہ درپن، بابو سادا پرشاد صاحب، منشی لالہ شرمپت صاحب سیکرٹری آریہ سماج قادیان اور منشی اِندرمَن صاحب مراد آبادی کے نام ایک کھلا چیلنج اخبار ہندو باندھو میں شائع کرا دیا اور ان حضرات کی طرف سے چیلنج کے جوابات کے موازنہ کے لئے عیسائی پادری رجب علی صاحب اور پنڈت شیونرائن اگنی ہوتری صاحب ایڈیٹر رسالہ ہندو باندھو کو بطور منصف تجویز کیا۔ اب بظاہر آریہ سماج کے لیڈروں کے لئے کوئی راہ فرار نہ تھی ان کے لئے مرزا صاحب کے چیلنج کا جواب دینا ضروری ہو گیا۔

1۔ لالہ شرمپت صاحب کا بیان اور پنڈت شیونرائن کا تبصرہ

آریہ سماج کے دیگر لیڈروں میں سے تو کوئی مقابل پر نہ آیا لیکن لالہ شرمپت صاحب سیکرٹری آریہ سماج قادیان نے ہمت کی اور حضرت مرزا صاحب اور باوا نارائن سنگھ کے درمیان گزشتہ بحث کی بنیاد پر ایک مضمون لکھا اور اسے حضرت مرزا صاحب کے انعامی چیلنج کے جواب میں چھاپنے کے لئے رسالہ ہندو باندھو کو بھیج دیا۔ یہ ہمت تو انہوں نے کر لی لیکن یہ انہیں بہت مہنگی پڑی۔ اس لئے کہ پنڈت شیونرائن اگنی ہوتری صاحب نے حسب وعدہ لالہ شرمپت صاحب کا مضمون اپنے رسالہ میں تو شائع کر دیا لیکن انہوں نے بطور منصف اس مضمون پر جو ادارتی تبصرہ کیا اس سے لالہ شرمپت صاحب کی ذاتی لیاقت کا بھی بھانڈا پھوٹا اور اہل علم کی نظر میں آریہ سماج کی وقعت بھی گر گئی۔ پنڈت شیونرائن کے تبصرے کے کچھ اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

> ’’باوجود اس کے کہ ہم نے مرزا صاحب کے مضمون کا پہلا حصہ اپنے اپریل کے رسالے میں ختم کر دیا تھا اور یہ یقین کیا تھا کہ اثبات دعویٰ کے لئے جس قدر دلائل وہ اس مضمون میں رقم کر چکے ہیں بخوبی کافی ہیں مگر انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا اور ایک دوسرا حصہ اور تیار کر کے ہمارے پاس چھپنے کے لئے بھیج دیا۔ اس حصہ کو ہم نے ہنوز رسالہ میں درج نہیں کیا۔ بایں خیال کہ جو دلائل مرزا صاحب پہلے حصے میں مشتہر کر چکے ہیں اگر انہیں کے ردّ کے لئے اہل آریہ تیار نہیں ہیں تو پھر مضمون مذکورہ کو اور زیادہ دلائل کے ساتھ طُول دینا بالفعل کچھ ضرور نہیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری اُمید بالکل خالی نہیں گئی۔ لالہ شرمپت صاحب نے جو آریہ سماج قادیان کے سیکرٹری ہیں ایک مضمون اثبات تناسخ پر ہمارے پاس برادر ہند میں مشتہر کرنے کے لئے بھیجا ہے چنانچہ اسے ہم درج رسالہ کرتے ہیں۔ کس حیثیت کا وہ مضمون ہے اور اس کا نفس مضمون کس سانچہ کا ڈھلا ہوا ہے اور اس کی طرزِ عبارت سے راقم مضمون کی ذاتی لیاقت اور فضیلت کا کہاں تک اظہار ہوتا ہے اور اصول مناظرہ سے اس کا ڈھنگ بیان کہاں تک موافق یا ناموافق ہے اس کا فیصلہ ہم خود کرنا نہیں چاہتے بلکہ اپنے ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔ ہاں چند کلمے بطریق ہدایت دوستانہ لالہ صاحب نیز ان کے ہم خیال صاحبوں کے لئے یہاں پر درج کرنا مناسب خیال کرتے ہیں۔
>
> اوّل۔ ہر ایک کام کے لئے اس کے موافق انسان میں ایک خاص مادہ ہونا ضروری ہے۔ اصول مناظرہ یا بحث بھی اس قاعدہ سے خالی نہیں۔ پس پیشتر اس کے کہ ہم کچھ کہنے یا لکھنے کی جرأت کریں۔ ہمارے لئے یہ لازم ہے کہ اپنے تئیں اصول مذکورہ کی صفت سے متصف بنا لیں اور یہ کوئی آسان بات نہیں۔ برسوں کی تعلیم اور خاص قسم کی تربیت سے یہ ملکہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر یہ ملکہ نہیں تو پھر بولنا کون نہیں جانتا حیوانات بھی ضد سے آواز برآمد کر سکتے ہیں۔
>
> دوئم۔ کسی اخبار یا رسالہ میں جس کے ہزاروں پڑھنے والے ہوتے ہیں جب کوئی مضمون چھپوانا منظور ہو تو اس میں بالخصوص اصول مذکورہ کے مدّنظر رکھنے کی سخت ضرورت ہے کیونکہ بےسروپا بکواس کے ساتھ کاغذ کو سیاہ کر کے ناظرین کے خیالات کو بگاڑنا، ان کی طبیعت کو منتشر کرنا اور خواہ مخواہ ان کی تضیع اوقات کرنا نہ صرف راقم مضمون کے لئے بے جا ہے بلکہ ایڈیٹر کے لئے بھی (جو اندراج مضامین کے لئے پورا پورا ذمہ دار رہے) یہ امر ناواجب ہے۔
>
> اب دیکھنا چاہئے کہ لالہ شرمپت صاحب نے کہاں تک ان اصولوں کی پابندی کی ہے۔
>
> اوّل جو مضمون مرزا صاحب کا ابطال تناسخ پر ہمارے رسالے میں مشتہر ہوا ہے لالہ صاحب نے اس کا جواب مطلق نہیں دیا۔‘‘

(بحوالہ شیخ یعقوب علی عرفانی۔ حیات احمد صفحات 226–221)

پنڈت شیونرائن اگنی ہوتری صاحب نے تبصرے کے آخر میں لکھا کہ اگر لالہ صاحبان اپنے عقیدے سے تائب ہونے کے لئے تیار نہیں تو مرزا صاحب کی بیان کردہ وجوہ ابطال تناسخ کو ہی اصول مناظرہ اور منطق سے غلط ثابت کر دکھائیں

> ’’ورنہ مفت کی بے سروپا اور بے ڈھنگی بکواس کا سلسلہ قائم رکھنا عقلمندوں کے نزدیک ایک حرکت لغو شمار کی جاتی ہے۔‘‘

(بحوالہ شیخ یعقوب علی عرفانی۔ حیات احمد صفحات 221-226)

جب سے مرزا غلام احمد صاحب اور آریہ سماج کے لیڈروں کے درمیان ویدک دھرم کے عقائد کی سچائی کے بارے میں پبلک مباحثات کا سلسلہ شروع ہوا تھا پنڈت شیونرائن اگنی ہوتری صاحب کا یہ تبصرہ آریہ دھرم پر ایک تباہ کن ضرب تھی اور آریہ سماج کے خلاف حضرت مرزا صاحب کی چوتھی فتح تھی۔

2۔ سوامی دیانند کی آریہ عقائد میں ترمیم

اسلام اور آریہ سماج کے درمیان اس علمی مباحثے کو جاری ہوئے کئی ماہ گذر چکے تھے جس میں آریہ سماج کے لیڈروں کو مسلسل زک پہنچ رہی تھی۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے چونکہ علمی مضامین کو اخبارات میں چھپوانے اور ان کے رَدّ کے لئے انعامی چیلنجوں کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا اس لئے آریہ سماجیوں کے لئے خاموش رہنا بھی ممکن نہ تھا۔ اس دوران سوامی دیانند کو نام لے کر بھی بار بار مقابلے کی دعوت دی جا چکی تھی لیکن ان سے کچھ جواب نہیں بن پڑ رہا تھا یہاں تک کہ سوامی صاحب مجبور ہو گئے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے سامنے اپنے عقائد میں ترمیم کریں۔ بلاشبہ ان کی طرف سے اپنی غلطی کا کھلا اعتراف اسلام اور آریہ سماج کی جنگ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی ایک اور واضح فتح تھی۔ پنڈت شیونرائن اگنی ہوتری نے اپنے اخبار میں سوامی دیانند کے ویدک دھرم کے عقائد سے اس انحراف پر زوردار تبصرہ کیا۔ اس کے کچھ اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

> ’’ان کے مقلد یقین کر کے اور وید کو خدا کا کلام مان کر اندھا دھند جو کچھ سوامی صاحب کے منہ سے سن لیتے ہیں خواہ وہ کیسا ہی علم وعقل کے مخالف ہو مگر اس کے پیرو ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ چند ماہ سے بعض آریہ سماج کے لائق ممبروں اور ہمارے رسالہ کے مضمون نگار صاحب کے درمیان کچھ مباحثہ جاری ہے اس سے ہمارے ناظرین بخوبی واقف ہیں۔ سوامی صاحب کے مقلد باوجود خدا کے قائل ہونے کے سوامی جی کی ہدایات کے موافق یا یوں کہو کہ وید کے احکام کے موافق اپنا یہ یقین ظاہر کرتے ہیں کہ ارواح بےاَنت یعنی لاانتہا ہیں اور خدا ان کا پیدا کرنے والا نہیں اور جب سے خدا ہے تب سے ارواح بھی ہیں یعنی وہ اَنادی ہیں اور نیز خدا کو ارواح کی تعداد کا علم نہیں ہے ماسوائے

کسی روح کو نجات ابدی حاصل نہیں ہوتی اور وہ ہمیشہ تناسخ یعنی اوا گون کے سلسلہ میں مبتلا رہتی ہے۔ ۔ بگراب ہمارے مضمون نگار مرزا غلام احمد صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر کار جب مرزا صاحب نے مسئلہ مذکور اپنی بحث میں باطل ثابت کر دیا تو لاچار سوامی جی نے مرزا صاحب کو یہ پیغام بھیجا کہ حقیقت میں ارواح بے انت نہیں ہیں۔‘‘

(پنڈت شیونرائن اگنی ہوتری۔ اخبار برادر ہند۔ جولائی 1878ء بحوالہ حیات النبی۔ شیخ یعقوب علی عرفانی جلد اوّل صفحات 114-118)

3– مہاشہ دیودت کا تبصرہ

مہاشہ دیودت صاحب ایک آریہ سماجی لیڈر تھے۔ انہوں نے آریہ تحریک کی کارکردگی پر ایک ’’آریہ سماج اور پرچار کے سادھنا‘‘ نامی کتاب تحریر کی۔ اس میں انہوں نے کھلے دل سے اعتراف نہیں کیا کہ مرزا صاحب کے بیان کردہ اسلام کے اصول صحیح اور آریہ تحریک کے عقائد بقول پنڈت شیونرائن اگنی ہوتری لغو اور بے ہودہ تھے تاہم انہوں نے بعض عذرات کی شرط کے ساتھ یہ تسلیم کیا ہے کہ مرزا صاحب کے شائع کردہ لٹریچر سے آریہ سماجی لیڈر مسلمانوں میں خاطر خواہ نفوذ پذیر نہیں ہو سکے وہ لکھتے ہیں کہ:

’’اجمیر سے چل کر سوامی دیانند چاند پور پہنچے اور مسلمانوں سے زبردست مناظرہ کیا۔ مسلمانوں کی طرف سے مولوی محمد قاسم صاحب اور مولوی عبدالمنصور صاحب پیش ہوئے اور ان کی مدد کے لئے بہت سے مولوی موجود تھے لیکن سوامی جی مہاراج کے ساتھ صرف منشی بختاور سنگھ اور منشی اِندرمن مراد آبادی تھے۔ سوامی جی نے اعتراضات کی اس قدر بھرمار کی کہ مولوی ان کا کوئی جواب نہ دے سکے اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ مولوی نور اللہ کئی مسلمانوں سمیت آریہ ہو گئے۔ آریہ ویروں نے جگہ جگہ شُدھی سبھا قائم کر کے مسلمانوں میں پرچار کرنا شروع کر دیا۔ اگر آریہ سماجی دوست اس پوتر کام کو جاری رکھتے تو مسلمانوں کا کثیر حصہ ویدک دھرم کی شرن میں آ جاتا لیکن آریہ سماج کے اندرونی اختلافات کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو موقع مل گیا۔ اس نے آریہ سماج کے خلاف سفیر ہند امرتسر میں مضامین کا ایک لمبا سلسلہ شروع کر دیا اور اس میں سوامی دیانند جی مہاراج کو بھی چیلنج کر دیا۔ چونکہ سوامی دیانند جی مہاراج اُن دِنوں راجستھان کا دورہ کر رہے تھے اس لئے انہوں نے منشی بختاور سنگھ اور منشی اندرمن مراد آبادی سے کہا کہ وہ ان کا چیلنج منظور کر لیں لیکن افسوس کہ انہیں ایام میں بعض وجوہ کی بنا پر سوامی جی نے اندرمن مراد آبادی کو آریہ سماج سے نکال دیا اس لئے یہ مناظرہ نہ ہو سکا۔ مرزا غلام احمد نے اس درگھٹنا سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا اور آریوں کے خلاف ایسا زہریلا لٹریچر لکھا کہ جس نے مسلمانوں کے دلوں میں آریہ دھرم کے متعلق سخت نفرت پیدا کر دی۔‘‘

(مہاشہ دیودت۔ آریہ سماج اور پرچار کے سادھنا صفحہ 12)

اگرچہ مہاشہ دیودت نے آریہ سماج کی ناکامی اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی کامیابی کی وجہ آریہ سماج کے اندرونی اختلافات کو قرار دیا ہے لیکن رسالہ برادر ہند کی جولائی 1878ء اور رسالہ جیون دھر کی 15؍جولائی 1886ء کے شماروں سے پتہ چلتا ہے (رسالہ جیون دھر۔ 15 جولائی 1886ء) کہ مرزا صاحب کے زبردست علمی مضامین نے نہ صرف عام پڑھے لکھے آریوں بلکہ ان کے لیڈروں کے ویدک دھرم پر اعتقادات کو بھی متزلزل کر دیا تھا اور خود سوامی دیانند صاحب بھی مرزا صاحب کے زبردست اعتراضات کے باعث بار بار اپنے عقائد کی توجیہات بدلتے رہتے تھے۔ جسے بعض روشن خیال ہندو ان کی متلوّن مزاجی کا نام دیتے تھے اور حقیقت تو یہ ہے کہ آریہ سماج کے اندرونی اختلافات بھی مرزا صاحب کے زبردست علمی اور منطقی دلائل کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے۔ پنڈت شیونرائن اگنی ہوتری کے مطابق مرزا صاحب کے دلائل کے سامنے تو آریہ عقائد محض ’’بے ہودہ اور لغو‘‘ نظر آتے تھے اور ان کو تسلیم کرنا ’’آفتاب نیمروز کی روشنی میں اندھوں کی طرح حرکت‘‘ کرنے کے مترادف تھا۔

(اخبار برادر ہند جولائی 1878ء)

II– حضرت مرزا صاحب اور آریہ سماجی لیڈر ماسٹر مُرلی دھر کے درمیان مباحثہ

اوپر بیان کردہ واقعات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے مدلّل مضامین سے آریہ سماجی لیڈر عملی طور پر کمزور پڑ رہے تھے اور پنڈت شیونرائن اگنی ہوتری کے تبصروں سے آریہ سماج کی صفوں میں کھلبلی مچی ہوئی تھی لیکن اکثر آریوں کو مرزا صاحب کی وسعت مطالعہ اور عقلی اور نقلی دلائل کی صلاحیت کا ابھی ذاتی تجربہ نہ تھا۔ اسی کشمکش کے دوران مرزا صاحب اور ایک آریہ سماجی لیڈر ماسٹر مُرلی دھر کے درمیان مباحثے کی صورت نکل آئی۔ حضرت مرزا صاحب 22؍جنوری سے 17؍مارچ 1886ء تک ہندوستان کے ایک شہر ہوشیار پور میں بغرض چلّہ کشی مقیم رہے اور چالیس روز تک آپ عوام النّاس اور اعزّہ واقربا سے علیحدہ رہ کر پورا وقت اِنہماک کے ساتھ عبادت الٰہی میں گزارتے رہے۔ مارچ کے اوائل میں چلّے کے اختتام پر ہوشیار پور کے ماسٹر مرلی دھر ڈرائنگ ماسٹر جو آریہ سماج کے ایک مقتدر رہنما تھے مرزا صاحب کے پاس تشریف لائے اور درخواست کی کہ وہ مرزا صاحب سے اسلامی تعلیمات پر چند سوالات کے جوابات چاہتے ہیں۔ یہی ملاقات مرزا صاحب اور ماسٹر مرلی دھر صاحب کے درمیان مباحثے کا سبب بنی۔ اس مباحثے کو مرزا صاحب نے بعد میں ستمبر 1886ء میں ’سرمہ چشم آریہ‘ کے نام سے کتابی شکل میں شائع بھی کر دیا تا کہ عوام الناس بھی اس مباحثے کی روداد کو پڑھ سکیں۔ مباحثے کے لئے مرزا صاحب اور ماسٹر صاحب کے درمیان باہمی رضامندی سے یہ طے ہوا کہ ایک نشست میں ماسٹر مرلی دھر صاحب اسلام پر اپنے سوالات پیش کریں گے اور مرزا غلام احمد صاحب ان کے جوابات دیں گے اور دوسری نشست میں مرزا غلام احمد صاحب آریہ سماج کے مسلّمہ عقائد پر سوالات کریں گے اور ماسٹر صاحب ان کا جواب دیں گے۔ یہ بھی طے ہوا کہ بحث کا خاتمہ جواب الجواب کے جواب سے ہوگا۔ مباحثے کی دو نشستوں کے لئے گیارہ مارچ 1886ء کی شب اور 14؍مارچ 1886ء کا دن قرار پایا۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کی طرف سے بہت سے معزز شہری جن میں وکیل، ڈاکٹر، سرکاری افسران اور رؤسا بھی شامل تھے۔ دور ونزدیک سے اپنے کام کا حرج کر کے مرزا صاحب کی فرودگاہ پر جہاں یہ مباحثہ ہونا قرار پایا تھا تشریف لائے تا کہ اسلام اور آریہ سماج کے حق میں دیئے جانے والے دلائل کو اپنے کانوں سے سُن سکیں۔

اس مباحثے کی پہلی نشست گیارہ مارچ 1886ء کی رات کو ہوئی۔ ماسٹر صاحب نے اپنا مشہور اعتراض معجزۂ شق القمر کے بارے میں پیش کیا۔ جب مرزا صاحب نے اس کا جواب لکھا تو اس پر ماسٹر مرلی دھر صاحب نے جواب الجواب لکھا۔ جب معاہدے کے مطابق جواب الجواب کے جواب کا وقت آیا اور مرزا صاحب اسے لکھنے لگے تو ماسٹر صاحب اُٹھ کر جانے کے لئے تیار ہوئے اور رات بڑی چلے جانے کا عذر پیش کیا۔ مرزا صاحب نے گزارش کی کہ رات کا سب پر برابر اثر ہے اور نیز یہ کہ معاہدے کی خلاف ورزی مناسب نہیں۔ اکثر حاضرین نے بھی ماسٹر صاحب کو سمجھایا کہ ابھی رات کچھ ایسی زیادہ نہیں ہوئی۔ میاں شتروگن صاحب پسر کلاں راجہ رودرسین صاحب والئی ریاست کپورتھلہ جو مباحثہ میں موجود تھے نے کئی بار ماسٹر مرلی دھر صاحب سے التجا کی کہ آپ جواب الجواب لکھنے دیں ہم بخوشی بیٹھیں گے۔ ہم لوگوں کو کوئی تکلیف نہیں بلکہ ہمیں جواب سننے کا شوق ہے۔ ایسا ہی کئی دوسرے ہندو معززین نے بھی عرض کی مگر ماسٹر صاحب نے کچھ ایسی مصلحت سوچی کہ کسی کی بات کو نہ مانا اور اُٹھ کر چلے گئے۔

دوسری نشست 14؍مارچ 1886ء کو دن کے وقت شیخ مہر علی صاحب رئیس اعظم ہوشیار کے مکان پر ہوئی۔ معاہدے کی رو سے اس دن مرزا غلام احمد صاحب کو آریہ سماج کے عقائد پر اپنے سوالات پیش کرنے تھے لیکن ماسٹر مرلی دھر صاحب نے گیارہ مارچ والی بحث میں پیش کئے گئے ایک حوالے پر بحث شروع کر دی اور اعلان کر دیا کہ اگر مرزا صاحب یہ حوالہ ستیارتھ پرکاش کتاب سے نکال کر دکھا دیں تو اسی سے سچے اور جھوٹے میں فرق ہو جائے گا۔ بہرحال مرزا صاحب کے اس وعدے پر یہ بحث ختم ہوئی کہ مرزا صاحب بحث کی روداد چھپواتے وقت پورا حوالہ درج کر دیں گے اور وہ حوالہ جس پر ماسٹر صاحب کی طرف سے اعتراض کیا گیا کہ ستیارتھ پرکاش میں نہیں اور یہی سچے اور جھوٹے کی تمیز کے لئے کافی ہے یہ تھا۔

’’روحیں اوس وغیرہ پر پھیلتی ہیں اور عورتیں کھاتی ہیں تو آدمی پیدا ہوتے ہیں۔‘‘

(چنانچہ بعد میں مرزا صاحب نے جب اس مباحثہ کی روداد سرمہ چشم آریہ کے نام سے شائع کی تو لکھ دیا کہ یہ عبارت ستیارتھ پرکاش آٹھواں سمولاس صفحہ 263 پر درج ہے)۔

اس یقین دہانی کے بعد جب بحث بمشکل دوبارہ شروع ہوئی تو مرزا صاحب نے اپنا تحریری اعتراض پیش کیا کہ آریہ سماج کا یہ عقیدہ کہ پرمیشر نے کوئی روح پیدا نہیں کی اور نہ ہی وہ کسی کو خواہ کیسا ہی راستباز اور سچا پرستار ہو ابدی نجات بخشے گا خدا تعالیٰ کی توحید اور رحمت دونوں کے منافی ہے۔ جب مرزا صاحب کا اعتراض جلسہ عام میں سنایا گیا تو ماسٹر مرلی دھر صاحب وقتی طور پر کچھ گھبرا گئے اور عذر کرنے لگے کہ یہ سوال ایک نہیں دو ہیں لیکن بہت سمجھانے کے بعد کہ سوال ایک ہی ہے جس کے دو جُز ہیں ماسٹر صاحب کافی غصے میں جواب لکھنے کے لئے تیار ہوئے۔ تین گھنٹے کے بعد ماسٹر صاحب نے سوال کے ایک حصے کا جواب لکھ کر سُنایا اور دوسرے حصے کے متعلق فرمایا کہ اس کا جواب وہ اپنے مکان پر جا کر لکھیں گے اور بعد میں بھجوا دیں گے۔ مرزا صاحب نے گھر جا کر جواب لکھنے اور بھجوانے کی تجویز کو قبول نہ کیا۔ اور اصرار کیا کہ معاہدے کے مطابق جو کچھ لکھنا ہے اسی جلسہ میں حاضرین کے روبرو تحریر کریں۔ اگر گھر بیٹھ کر لکھنا تھا تو پھر اس جلسہ بحث کی کیا ضرورت تھی؟ جب ماسٹر صاحب کسی طرح بھی راضی نہ ہوئے تو مرزا صاحب نے کہا۔ اچھا جو کچھ لکھا ہے وہی دے دیں تا کہ ہم اس کا جواب الجواب لکھیں۔ اس کے جواب میں ماسٹر صاحب نے کہا کہ اب ہماری سماج کا وقت ہے اب ہم بیٹھ نہیں سکتے۔ جب وہ جانے لگے تو مرزا صاحب نے ماسٹر صاحب کو مخاطب ہو کر کہا کہ آپ نے اچھا نہیں کیا کہ جو معاہدہ باہم طے پا چکا تھا اسے توڑ دیا۔ نہ آپ نے خود ہمارے سوال کا پورا جواب لکھا۔ اور نہ ہمیں جواب الجواب لکھنے کا موقعہ دیا۔ اب ہم اپنے جواب الجواب کو بھی کتاب شائع کرتے وقت شامل کر دیں گے۔ یہ بات سُنتے ہی ماسٹر صاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور مجلس سے نکل گئے۔ حالانکہ اس اجلاس میں سامعین کی تعداد غیر معمولی طور پر زیادہ تھی۔ صدہا مسلمان اور ہندو اپنا کام چھوڑ کر محض مباحثے کی کارروائی دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ مکان کا صحن حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا جن میں کئی وکلا، روساء اور سرکاری افسران شامل تھے۔

اگرچہ قارئین کو یہ باور کرنا مشکل نہ ہوگا کہ بحث کے لئے تیار ہونے سے قبل ماسٹر مرلی دھر کو مرزا صاحب کی صلاحیتوں اور اسلام کی حقانیت کا صحیح اندازہ نہ تھا۔ پہلے ہی دن جب انہوں نے مرزا صاحب کی مدلل تحریر کو پڑھا تو بعد میں راہِ فرار اختیار کرنے کی خاطر بار بار طے شدہ معاہدے کی خلاف ورزی کرتے رہے یہاں تک کہ اُسے ادھورا چھوڑ کر چل دئے۔ جسے بعد میں مرزا صاحب نے سرمہ چشم آریہ کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا۔ جہاں تک مرزا صاحب کی طرف سے پیش کردہ حوالے کو ستیارتھ پرکاش سے دکھانے کا ماسٹر مرلی دھر کی طرف سے مطالبہ اور اُسے سچے اور جھوٹے کے درمیان فرق کا ذریعہ بنانے کا تعلق ہے اس حوالے کو مرزا صاحب نے اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ کے صفحہ 74–73 پر مکمل درج کیا اور لکھا کہ

’’یہ پنڈت صاحب کی عبارت ہے۔ جو ہم نے ستیارتھ پرکاش سے نکال کر اس جگہ لکھی ہے۔ اب ہم ماسٹر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیوں صاحب ابھی سچ اور جھوٹ کی ترقی ہوئی یا نہیں۔ اس وقت آپ فرمائیں تو سہی کہ آپ کے دل کا کیا حال ہے۔ کیا وہ آپ کا قول سچ نکلا کہ مضمون مذکورہ بالا ستیارتھ پرکاش میں کسی جگہ نہیں۔ افسوس اس روز ناحق آپ نے ہمارے اوقات کو ضائع کیا اور اپنی علمی حیثیت کا پردہ پھاڑا اور آج آپ ہی جھوٹے نکلے۔ ہر کہ صادقاں آویخت آبروئے خود ریخت۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد 2۔ صفحہ 74-75 حاشیہ)

مرزا غلام احمد صاحب نے صرف ماسٹر مرلی دھر صاحب کے مباحثے میں ناکامی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی روداد کو سرمہ چشم آریہ کی کتابی شکل میں شائع کیا بلکہ تمام آریہ صاحبان کو چیلنج دے دیا کہ وہ اس کتاب میں درج شدہ دلائل کا رد کر کے دکھا دیں تو مرزا صاحب ایسے مصنف کے سامنے نہ صرف اپنی شکست تسلیم کریں گے بلکہ اپنی طرف سے پانچ سو روپیہ انعام بھی دیں گے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ

’’یہ کتاب یعنی سرمہ چشم آریہ بتقریب مباحثہ لالہ مرلی دھر صاحب ڈرائنگ ماسٹر ہوشیار پور جو عقائد باطلہ وید کی بکلی بیخ کنی کرتی ہے اس دعویٰ اور یقین کے ساتھ لکھی گئی ہے کہ کوئی آریہ اس کتاب کا ردّ نہیں کر سکتا کیونکہ سچ کے مقابلہ میں جھوٹ کی کچھ پیش نہیں جاتی اور

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

مکرمہ سیّدہ ریاض فاطمہ صاحبہ

(سیّد ساجد احمد۔ فارگو۔ نارتھ ڈکوٹا۔ امریکہ)

میری والدہ محترمہ سیّدہ ریاض فاطمہ صاحبہ اہلیہ سید سجاد حیدر صاحب (مرحوم) چند سال کی بیماری کے بعد 85 سال کی عمر میں 23 مارچ 2017ء کی شام کو جیکسن وِل فلوریڈا (امریکہ) میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 27 مارچ کو ان کی نمازِ جنازہ میں نے پڑھائی جس میں جماعت کے احباب نے کثرت سے شمولیت فرمائی۔

مرحومہ کے والد سید سردار علی شاہ ولد سید ناظم علی شاہ صاحب اپنے خاندان میں پہلے احمدی تھے۔ انہوں نے مجھے میرے بچپن میں کئی دفعہ یہ دلچسپ واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ ایک مناظرے میں غیر احمدی مناظر نے کہا کہ جو احمدی ہو جاتا ہے اس کی شکل مسخ ہو جاتی ہے۔ مشہور احمدی مناظر محترم عبدالرحمٰن صاحب خادم نے، جو جماعت میں بہت ہی معروف کتاب احمدیہ تبلیغی پاکٹ بک کے مصنف ہیں، سید سردار علی شاہ صاحب کو کھڑا ہونے کو کہا اور غیر احمدی مناظر کو چیلنج کیا کہ اگر ان کی بات درست ہے کہ احمدی ہونے سے شکل مسخ ہو جاتی ہے تو وہ اپنے لوگوں میں سے سیّد سردار علی شاہ صاحب سے زیادہ حسین غیر احمدی شخص کھڑا کریں۔ غیر احمدی مناظر نے کہا کہ یہ سیّد ہیں۔ خادم صاحب نے جواب دیا کہ سیّد کی غلط کام کرنے کی سزا تو دوسروں سے کہیں زیادہ ہونی چاہئے اور اگر تمہارا دعویٰ درست ہے تو ان کی شکل تو احمدیت کے قبول کرنے کی وجہ سے کسی بھی اور شخص کی شکل سے زیادہ خراب ہونی چاہئے۔ خادم صاحب کے اس جواب کا مخالف مناظر کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

میری والدہ 1931ء میں کھاریاں میں پیدا ہوئیں اور سید سردار علی شاہ صاحب اور ان کی اہلیہ سیدہ رابعہ بی بی کی پہلی اولاد تھیں۔

اس زمانے کے دیہاتی ماحول میں تعلیم کا زیادہ رجحان نہ تھا۔ موٹے لفظوں میں لکھا قرآن پڑھ لیتی تھیں۔ اردو میں اپنا نام لکھ لیتی تھیں۔ حسبِ ضرورت معمولی اور مختصر عبارت بھی اردو میں لکھ لیتی تھیں۔ خوش خطی میں لکھی کچھ تحریریں ذرا زور دے کر پڑھ لیتی تھیں۔ میرے ابا جان ادبی شوق رکھتے تھے۔ انہوں نے کئی دلچسپ منتخب اشعار اور نظمیں اپنے ہاتھ سے لکھ کر جمع کی ہوئی تھیں، جن میں سے کئی امی جان کو بہت پسند تھیں اور وہ انہیں کبھی کبھی بڑے شوق سے پڑھتی تھیں۔

آپ اپنے چھوٹے بھائی نثار شاہ کے لئے رشتہ دیکھنے کے لئے 1946ء میں قادیان جلسہ پر گئیں۔ یہ قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا آخری جلسہ سالانہ تھا۔ دیکھئے جلسے کی برکات اور فائدے کہ اس جلسے کے موقع پر ان کے بھائی کے نکاح کے ساتھ آپ کا نکاح بھی طے پا گیا۔ آپ دونوں بہت خوش قسمت تھے کہ آپ دونوں کے نکاحوں کا اعلان حضرت مسیحِ موعود کے پسرِ موعود اور مصلحِ موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قادیان میں جلسہ کے مبارک موقع پر فرمایا۔

میرے والد شادی کے وقت رینجرز میں تھے۔ یہ تقسیمِ ملک کا وقت تھا۔ کچھ لوگ طوعاً اور کچھ لوگ کرہاً ایک ملک سے دوسرے ملک جا رہے تھے۔ بھاگ دوڑ میں بہت سے لوگ اپنی قیمتی اشیاء پیچھے چھوڑ گئے یا لٹیروں سے واپس لی گئیں۔ ابا جان کی ایمانداری کے مدِّ نظر سونے کے زیورات کی حفاظت آپ کے ذمہ لگائی گئی تھی۔ بعد میں آپ محکمہ مال میں چلے گئے۔ آپ کا اکثر تبادلہ ہوتا رہتا تھا۔ والدہ صاحبہ نئے ماحول سے جلدی مانوس ہو جاتی تھیں اور نئے لوگوں سے اچھے روابط قائم کر لیتی تھیں لیکن ان کے ساتھ گپ شپ میں وقت ضائع نہیں کرتی تھیں اور گھر کے کام کاج میں ہر وقت مصروف رہتی تھیں۔ ہر چیز نظافت اور سلیقے سے رکھتی تھیں اور گھر کو خوب صاف ستھرا رکھتی تھیں۔

آپ نے 1953ء اور 1974ء کے دونوں فسادوں کے دوران میں بڑے استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ بہادرانہ اپنے میاں کا ساتھ دیا اور باقی زندگی کے دوران میں بھی مسائل کا زیادہ علم نہ ہونے کے باوجود احمدیت کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھا۔

بچوں کو ان کی مرضی کے اچھے اچھے کھانے بنا کر دیتی تھیں۔ جب بارش ہوتی تو سیرہ بناتیں۔ کھانے موسم کے مطابق ہوتے اور بڑی محنت سے تیار کرتیں۔ مجھے یاد نہیں کہ کبھی آپ سے کھانا جلا ہو یا خراب پکا ہو۔

اپنے، اپنے میاں اور بچوں کے کپڑے خود ہی سیتیں۔ کپڑے بالکل ناپ کے مطابق ہوتے۔ اگر کچھ فرق ہوتا تو ادھیڑ کر دوبارہ سیتیں اور انہیں چین نہ آتا جب تک کہ کوئی نقص باقی نہ رہتا۔ سویٹر بھی بنتی تھیں اور کروشیا کا کام بھی کرتی تھیں۔ ہر سال موسم سرما کی تیاری میں تکیے رضائیاں دوبارہ زندہ کرتیں۔ صابن بھی خود ہی بنا لیتی تھیں۔ پرانے اخبار اور کاغذ بھی ضائع نہیں ہونے دیتی تھیں۔ انہیں پانی میں نرم کر کے گھوٹ لیتیں اور ان سے پلیٹیں اور چھابے وغیرہ بنا لیتیں۔ کانوں اور تیلیوں کو آپس میں بُن کر چھابے اور دیگر خوبصورت سجاوٹ کی چیزیں بنا لیتی تھیں۔ محنت سے بے نقص کام کرنے کی کوشش کرنا مَیں نے آپ سے ہی سیکھا۔

جب ہم بچے تھے تو کہانیاں بھی سناتیں۔ نماز میں ہمیں ساتھ کھڑا کر لیتیں اور بلند آواز سے نماز کے الفاظ پڑھتیں تا کہ ہم ان کی نقل کرتے ہوئے نماز ادا کرنے کا طریقہ اچھی طرح سمجھ جائیں۔

میں جب کالج جاتا تھا تو بڑی محبت سے ساتھ لے جانے کے لئے پراٹھا بنا کر دیا کرتی تھیں۔ میرے خورد و نوش کا خوب خیال رکھتی تھیں اور روزانہ سکول جانے سے پہلے مزے دار ناشتے کے ساتھ بدمزہ کاڈ لِوَر آئل (مچھلی کے جگر کا تیل) بھی پینا پڑتا تھا۔ گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران میں میں سارا دن بیٹھک میں کرسی میز پر بیٹھ کر مطالعہ کرتا تھا۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ دوپہر کا کھانا میرے پاس رکھ جاتیں اور میں کام میں اتنا مصروف ہوتا کہ کھانا کھانا بھول جاتا اور شام کو رات کا کھانا لے کر آتیں تو دوپہر کا کھانا وہیں ویسے ہی پڑا ہوتا جیسا کہ رکھ کر گئی تھیں مگر کبھی ناراض نہ ہوتیں اور اپنی محنت کے ضائع ہونے کی شکایت نہ کرتیں اور پرانا کھانا اٹھا کر لے جاتیں اور اس کی جگہ نیا کھانا رکھ جاتیں۔

والد صاحب حکومتی ملازم تھے۔ آمدنی کم اور محدود تھی۔ والد صاحب اپنے دفتری خرچ کے لئے کچھ روپے رکھ لیتے اور باقی ساری رقم انہیں دے دیتے۔ آپ اسے اس طرح سنبھال کر استعمال کرتیں کہ آمدنی لامحدود نظر آتی۔ وہ ابّا جان کا بینک تھیں۔ ابّا جان کو ضرورت پڑتی تو امی جان سے لے لیتے۔

آپ نے آخری عمر میں مجھے بتایا کہ میرے پیدا ہونے کے بعد مجھے بولنا سیکھنے میں بہت دیر لگی۔ انہوں نے ایک تکیے میں میرے لئے پیسے جمع کرنے شروع کر دیئے کہ جب میں بولنا شروع کروں گا تو جو بھی مانگوں گا، وہ مجھے خرید دیں گی۔ میں نے چلنا شروع کرنے کے بعد بولنا تو شروع کر دیا لیکن کبھی کچھ مانگا نہیں۔ اس سارے عرصہ میں آپ اس انتظار میں رقم جمع کرتی رہیں کہ جب بھی کچھ مانگوں گا تو مجھے لے دیں گی۔ جب میں نے کالج کے بعد یونیورسٹی میں جانا شروع کیا تو ایک روز سکوٹر کا ذکر کیا کہ اس سے آنے جانے میں آسانی ہو سکتی ہے۔ مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ آپ کے پاس بھی کچھ رقم ہو سکتی ہے اور نہ اس خیال سے بات کی کہ کوئی مجھے سکوٹر لے بھی دے گا۔ آپ نے اسی وقت مجھے اس رقم سے جس کو آپ کسی کو بتائے بغیر میرے لئے جمع کرتی رہی تھیں مجھے میری پسند کا ایک بالکل نیا سکوٹر خرید دیا۔

سالوں ساتھ رہنے کے بعد ماں باپ کی بچوں سے علیحدگی بڑی مشکل ہوتی ہے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے میرے نصرت جہاں سکیم میں افریقہ جانے کے لئے تین سال کے وقف کو قبول فرما لیا تو مجھے رخصت کرتے ہوئے میری والدہ نے مجھے صرف ایک ہی چند لفظوں پر مشتمل لیکن بڑی معنی خیز اور مفید نصیحت فرمائی۔ انہوں نے فرمایا: بیٹا، مِٹ کے رہنا۔ یہ نصیحت بہت ساری اسلامی تعلیمات کا جامع خلاصہ ہے اور اس ایک فقرے میں حکمتوں کا دریا رواں دواں ہے جس پر عمل سے مجھے زندگی میں اکثر بہت فائدہ پہنچا۔

امریکہ آنے کے بعد انہوں نے امریکی شہری بننے کے لئے شہریت کا امتحان ضرور پاس کرنا تھا۔ میں نے ان کے کہنے پر اپنی اہلیہ کی مدد کے ساتھ انہیں ایک ٹیپ بنا کر دی جس میں شہریت حاصل کرنے کے لئے متوقع انگریزی سوالوں کے جواب انگریزی میں ریکارڈ کر دیئے۔ آپ نے دن رات محنت کر کے سب سوال و جواب پوری طرح سمجھ لئے اور شہریت کے امتحان میں غیر متوقع طور پر کامیابی حاصل کر لی۔ شروع میں ہمارے پاس ٹھہرتی تھیں اور میری اہلیہ بشریٰ ان کی ہر معاملے میں مدد اور خدمت کرتی تھیں۔

آپ کی مرضی بہت تھی کہ حج پر جاتیں لیکن گھٹنوں کی معذوری کی وجہ سے نہ جا سکیں تو مجھے حج بدل کے لئے بھجوایا اور اتنی رقم دے دی کہ میں اور میری اہلیہ دونوں دو ہفتے سے زائد عرصے کے لئے حج پر جا سکے اور مکّہ اور مدینہ دونوں مقامات میں رہے اور مکّہ کے سب سے اعلیٰ ہوٹل میں رہنے کا موقع میسر آیا۔ منٰی اور عرفات میں نہ صرف اپنے آبا اور اعزہ و اقارب کے لئے بلکہ اپنے بچپن سے لے کر اُس وقت تک کے ہر زمانے کے رحِمی، دینی، ذہنی اور معاشی تعلق رکھنے والے ایک ایک شخص کو یاد کر کے ان کی ہر قسم کی بہتری کے لئے دعا کرنے کا موقع میسر آیا۔

مرحومہ نماز روزہ کی پابند، دعا گو اور بہت ملنسار تھیں۔ جب بہت ضعیف ہو گئیں تو جماعت کی تقریبات میں بیماری کی وجہ سے کار میں لیٹ کر تکلیف کے ساتھ جاتی تھیں، مگر انہیں جانا ضرور ہوتا تھا۔ آپ سب لجنات سے اچھے تعلقات رکھتی تھیں۔ آپ کی وصیت کرنے کی بڑی خواہش تھی مگر عمر بڑی ہونے کی وجہ سے ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔

آپ کے بیٹے سید ساجد احمد، سید خالد احمد اور سید حامد احمد امریکہ میں رہتے ہیں اور آپ کی بیٹی لیڈی ڈاکٹر سیدہ ناصرہ عزیز فاطمہ پاکستان میں رہتی ہیں۔ آپ کی عمر کے آخری سالوں میں حامد اور ان کی فیملی نے آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ اس سے قبل آپ بہت عرصہ خالد کے پاس رہیں۔

آپ کی وفات پر ہمارے نہایت ہی شفیق و ہمدرد امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن میں آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی اور اپنے پُر شفقت تعزیت نامے میں بڑی محبت سے تحریر فرمایا:

آپ کی والدہ کی وفات کا بہت افسوس ہوُا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو مغفرت اور رحمت کی چادر میں لپیٹ لے اور آپ کو ان کی جدائی کا صدمہ صبر سے برداشت کرنے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے اور انہیں جنت میں اعلیٰ مقام دے اور سب لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ میری طرف سے اپنے تمام عزیز و اقارب سے بھی تعزیت کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

وقف جدید کے نئے سال کا اعلان

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 5 جنوری 2018ء کے خطبہ جمعہ میں وقف جدید کے نئے سال کے اجراء کا اعلان فرما دیا ہے۔

تمام امراء کرام، مبلغین انچارج اور صدرانِ جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ نئے سال کے وعدہ جات کے حصول کا آغاز کر دیں۔ کوشش کریں کہ ہر فرد جماعت (خواہ چھوٹا ہو یا بڑا) اس بابرکت تحریک میں شامل ہو۔ خاص طور پر نومبایعین کو ضرور اس میں شامل کریں خواہ رقم معمولی ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے۔ آمین۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(ایڈیشنل وکیل المال لندن)

جماعت احمدیہ میکسیکو کے
پہلے جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

مختلف موضوعات پر تقاریر۔140 افراد کی شرکت

(رپورٹ : محمد نعمان رانا۔نیشنل صدر جماعت احمدیہ میکسیکو)

تعارف

میکسیکو (Mexico) براعظم شمالی امریکہ میں واقع اور امریکہ اور کینیڈا کے بعد تیسرا بڑا ملک ہے۔میکسیکو (Mexico) امریکہ کے جنوب اور گوئٹے مالا (Guatemala) اور بیلیز (Belize) کے شمال میں واقع ہے ۔ پورے ملک میں سپینش زبان بولی جاتی ہے۔اس کے مختلف علاقوں میں ابھی تک قدیم زبانیں

بھی بولی جاتی ہیں۔

میکسیکو میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں پہلی دفعہ بیعتیں ہوئیں تھیں۔نیز 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا گوئٹے مالا سے واپسی پر کئی گھنٹوں کا میکسیکو سٹی میں قیام تھا۔جس کے نتیجہ میں ان نَومبایعین کو حضور انور رحمہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔لیکن چند سالوں میں ہی ان نَومبایعین سے آہستہ آہستہ رابطہ منقطع ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے 2014ء میں میکسیکو کے شہر میریدا (Merida) میں پہلا مشن ہاؤس قائم کیا گیا۔جہاں خاکسار (محمد نعمان رانا) کی تقرری ہوئی۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہاں بیعتیں بھی عطا ہوئیں۔الحمدللہ۔اور پھر 2016ء میں مکرم عدنان حیدر صاحب مربی سلسلہ اور مکرم اظہر گورایہ صاحب مربی سلسلہ کی تقرری بھی میکسیکو میں ہوئی۔ جس کے ذریعہ 2016ء میں میکسیکو سٹی (México City) میں دوسرا مشن اور 2017ء میں کیریتارو (Querétaro) کے شہر میں تیسرا مشن قائم کیا گیا۔

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان مشن ہاؤسز میں کئی تبلیغی پروگرام اور نومبایعین کی تربیت کا کام جاری ہے۔

جلسہ سالانہ میکسیکو

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ میکسیکو کو مورخہ 3 اور 4 نومبر 2017ء کو پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔الحمدللہ۔یہ جلسہ میکسیکو کے شہر میریدا (Merida) میں منعقد کیا گیا۔میکسیکو کی چار مختلف سٹیٹس (States) سے نمائندگی ہوئی۔یہ جلسہ 3 سیشن پر مشتمل تھا۔ اس جلسہ میں میکسیکو کے علاوہ امریکہ، گوئٹے مالا (Guatemala) اور بیلیز (Belize) سے بھی احباب جماعت نے شرکت کی۔اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے 140 سے زائد افراد نے اس جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔

جلسہ سالانہ کی تیاریاں تقریباً تین ماہ قبل ہی شروع کر دی گئی تھیں۔لوکل جماعتی ممبران کو مختلف انتظامی امور میں شامل کیا گیا۔ نیز قرآنِ کریم کی تلاوت اور تراجم پیش کرنے کے لیے بھی لوکل ممبران کو ترجیح دی گئی۔

ہر سیشن میں قرآنِ کریم اور نظموں کے تراجم سپینش زبان میں پیش کیے گئے۔ اسی طرح سپینش زبان میں تقاریر کی گئیں۔اور انگریزی زبان میں کی گئی تقریروں کا سپینش زبان میں ترجمہ کیا گیا۔

جلسہ سالانہ سے قبل حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے گوئٹے مالا اور بیلیز سے احبابِ جماعت کو جلسہ سالانہ میکسیکو پر دعوت بھیجنے کی اجازت طلب کی گئی تھی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اجازت فرمادی۔اس پر گوئٹے مالا کے امیر صاحب اور دیگر احبابِ جماعت کو دعوت دی گئی نیز بیلیز کے نیشنل صدر صاحب اور دیگر احبابِ جماعت کو جلسہ میں شرکت کے لئے مدعو کیا گیا۔

مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی ہدایات کے مطابق مکرم اظہر حنیف صاحب نائب امیر ومشنری انچارج امریکہ کو جلسہ سالانہ میں شرکت کی دعوت دی گئی۔نیز مکرم وسیم سیّد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ جماعت امریکہ نے بھی جلسہ میں شرکت کی۔

جلسہ سالانہ میکسیکو کے موقعہ پر مندرجہ ذیل جماعتی مہمانوں نے شرکت کی:

□ مکرم اظہر حنیف صاحب نائب امیر ومشنری انچارج جماعت امریکہ
□ مکرم عبدالستّار خان صاحب امیر ومشنری انچارج گوئٹے مالا
□ مکرم نوید احمد صاحب نیشنل پریذیڈنٹ ومبلغ انچارج بیلیز
□ مکرم عمر اکبر صاحب مبلغ بیلیز
□ مکرم وسیم سیّد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ جماعت امریکہ
□ گوئٹے مالا کی جماعت سے چند احبابِ جماعت نے جلسہ سالانہ میں حصہ لیا۔
□ بیلیز کی جماعت سے چند احبابِ جماعت نے جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔

جلسہ سالانہ کا پہلا دن

3 نومبر 2017ء جلسہ سالانہ کا پہلا دن تھا جس کا آغاز حسب روایت باجماعت نمازِ تہجد اور نماز فجر سے ہوا۔ نماز جمعہ مکرم اظہر گورایہ صاحب مربی سلسلہ میریدا (Merida) نے پڑھائی۔خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ پیش کیا۔ نیز جلسہ سالانہ کی اغراض ومقاصد بیان کیے گئے۔

جلسہ سالانہ کا پہلا سیشن

جلسہ سالانہ کے پہلے سیشن میں مکرم اظہر حنیف صاحب نائب امیر ومشنری انچارج امریکہ نے صدارت فرمائی۔پہلے سیشن کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے کیا گیا جو کہ ابراہیم چیچیو (Ibrahim Chechev) صاحب نے کی۔مکرم فضل قریشی صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا جس کا سپینش ترجمہ میگیل آنخیل (Miguel Angel) صاحب نے پڑھ کر سنایا۔اس کے بعد خاکسار محمد نعمان رانا نیشنل صدر میکسیکو جماعت و مربی سلسلہ میکسیکو سٹی نے تمام مہمانوں کو جلسہ سالانہ پر خوش آمدید کہنے کی غرض سے چند الفاظ کہے۔

مختلف ملکوں سے آنے والے جماعتی مہمانوں نے اپنا تعارف کروایا۔اس کے بعد 20 منٹ کی جلسہ سالانہ کے مقاصد پر سپینش زبان میں ڈاکیومنٹری (Documentary) دکھائی گئی۔ بعدازاں خاکسار کو خدا تعالیٰ کی صفت 'السّلام' کے موضوع پر تقریر کرنے کا موقع ملا۔آخر میں مکرم اظہر حنیف صاحب نائب امیر ومشنری انچارج جماعت امریکہ نے اسلام کی مختلف تعلیمات اور کلمہ شہادت کے مضمون پر روشنی ڈالی اور یہ سیشن دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔دعا کے معاً بعد نمازِ مغرب وعشاء ادا کی گئیں۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا دن

4 نومبر 2017ء جلسہ سالانہ کا دوسرا دن تھا جس کا آغاز باجماعت نمازِ تہجد، نمازِ فجر اور درسُ القرآن سے ہوا۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا سیشن

جلسہ سالانہ کا دوسرا سیشن 3 بجے شروع ہوا اور مکرم عبدالستّار خان صاحب امیر ومشنری انچارج گوئٹے مالا نے اس سیشن کی صدارت کی۔اس سیشن کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم مع سپینش زبان میں ترجمہ سے کیا گیا جو کہ کارلوس لیئال (Carlos Leal) صاحب نے پیش کیا۔عدنان حیدر صاحب مربی سلسلہ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پڑھا۔جس کا سپینش ترجمہ ہیسوس آبِل (Jesus Abel) صاحب نے پڑھ کر سنایا۔اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ میکسیکو کے لیے پیغام انگریزی اور سپینش میں پڑھا گیا۔ نیز حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام پرنٹ کر کے تمام شاملینِ جلسہ کو تحفہ کے طور پر دیا گیا۔ان کے معاً بعد وسیم سیّد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ امریکہ نے آنحضرت ﷺ کی سیرت پر تقریر کی۔ اس کے بعد جماعتِ احمدیہ کے نظام کے متعلق مکرم محمد احمد صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری میکسیکو نے پر پاور پوائنٹ پریزنٹیشن (PowerPoint Presentation) دی۔جس کے بعد مکرم عدنان حیدر صاحب مربی سلسلہ میکسیکو نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حقوق العباد کے موضوع پر تقریر کی۔قرآنِ کریم کی پیشگوئیوں کے متعلق مکرم صفی اللہ صابر صاحب نے پاور پوائنٹ پریزنٹیشن (PowerPoint Presentation) دی۔اس سیشن کی آخری تقریر مکرم ابراہیم چیچیو (Ibrahim Chechev) صاحب نے خلافت کے موضوع پر کی۔ آخر میں مکرم عبد السّتار خان صاحب نے مختصراً اپنے خیالات کا اظہار کیا۔اور یہ سیشن دعا کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔

جلسہ سالانہ کا تیسرا سیشن
(Guest Session)

جلسہ سالانہ کا تیسرا سیشن 6:30 بجے شروع ہوا۔ خاکسار کو اس سیشن کی صدارت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔حسبِ معمول اس سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع سپینش ترجمہ سے ہوا جو داؤد چیچیو (Daud Chechev) صاحب نے کی۔بعدازاں جماعت احمدیہ کے تعارف پر سپینش میں ڈاکیومنٹری (Documentary) دکھائی گئی جس کا دورانیہ 10 منٹ تھا۔مکرم اظہر گورایہ صاحب مربی سلسلہ نے اسلام کی پُرامن تعلیمات پر تقریر کی۔اس کے بعد مندرجہ ذیل مہمانوں نے مختصراً اپنے خیالات کا اظہار کیا:

□ Jorge Cortes Ancona: یہ جماعت

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

احمدیہ کے بہت اچھے دوست ہیں۔ ان کی ذمہ داری Yucatan کی سٹیٹ میں تمام پبلک لائبریریز کی ہے۔ ان کی مدد کے ساتھ جماعت احمدیہ نے پوری سٹیٹ کی تمام پبلک لائبریریز میں قرآنِ کریم مہیا کروایا ہے۔

☐ Celia Pino: یہ خاتون معذور بچوں کے ایک اسکول کی نمائندگی کررہی تھیں جس میں ہیومینٹی فرسٹ کو مختلف قسم کی امداد پیش کرنے کا موقعہ ملا۔

☐ Sofia Brito Soberanes: ان صاحبہ کا تعلق Blood Bank سے ہے اور ان کی مدد سے میریدا (Merida) کے مشن ہاؤس میں Blood Drive منعقد کی گئی تھی۔

☐ Flor Castillo: یہ خاتون Reporter ہیں۔ یُوکے کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میکسیکو کے وفد کے ساتھ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کرچکی ہیں۔

☐ Lilian Gomez: ان کا تعلق بدھ مذہب سے ہے۔ جماعت کی اچھی دوست ہیں۔

مہمانوں کی تقریروں کے بعد ان کو تحائف پیش کئے گئے۔ جلسہ کے آخر میں خاکسار نے تمام حاضرینِ جلسہ کا شکریہ ادا کیا جو میکسیکو کی مختلف سٹیٹس اور مختلف مما لک سے تشریف لائے تھے۔ اسی طرح تمام رضا کار مرد و خواتین کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے جلسہ کی کامیابی کے لیے دن رات محض لِلّٰہ اپنی خدمات پیش کیں۔ اس سیشن اور جلسہ سالانہ کی اختتامی دعا مکرم اظہر حنیف صاحب نائب امیر و مشنری انچارج امریکہ نے کروائی۔

جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والے مہمانوں میں سے اکثر مہمانوں کی رہائش کا انتظام مشن ہاؤس کے قریب ہوسٹل اور ہوٹل میں کیا گیا تھا۔

جلسہ سالانہ سے قبل MTA امریکہ سٹوڈیوز کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ امریکہ سے MTA کے مندرجہ ذیل احباب نے جلسہ سالانہ میں شمولیت کی: داؤد چٹھہ صاحب، عاصم ملک صاحب، بلال بشیر صاحب اور محمود چٹھہ صاحب۔

جلسہ سے قبل اور بعد سپینش زبان میں مختلف پروگرامز ریکارڈ کئے گئے نیز جلسہ سالانہ کے تمام سیشن بھی ریکارڈ کئے گئے۔ MTA امریکہ سٹوڈیو نے تمام ڈاکیومینٹریز (Documentaries) تیار کیں جو کہ جلسہ سالانہ کے دوران دکھائی گئیں تھیں۔ سمعی و بصری کے تمام انتظامات منصور کمال صاحب کے ذمہ تھے جن کا تعلق امریکہ جماعت کے شعبہ سمعی و بصری سے ہے۔

چند اخبارات نے جلسہ سالانہ کی خبر مع تصاویر تفصیل سے شائع کی۔ ان اخبارات کی جلسہ کے متعلق خبروں کو سوشل میڈیا کے ذریعہ مزید لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ جلسہ کا تعارف مع تصاویر جماعت میکسیکو کے تمام فیس بک پیجز پر Share کیا۔

ضیافت کا انتظام میکسیکو سٹی جماعت کے ممبر مودود احمد خان صاحب کے ذمہ تھا۔ انہوں نے امریکہ کے شعبہ ضیافت سے 2 ممبران کو دعوت دی تھی جنہوں نے ضیافت کے شعبہ کے مختلف انتظامات میں مدد کی۔ نیز میکسیکو کے مختلف ممبران نے بھی شعبہ ضیافت میں مدد کرنے کا شرف حاصل کیا۔

اس طرح یہ جلسہ سالانہ الٰہی تائید و نصرت اور اس کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے اختتام پذیر ہوا۔ **الحمدُللہ علیٰ ذالک۔**

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ یوکے برائے سال 2018ء

جامعہ احمدیہ یوکے کی درجہ ممہدہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ (تحریری امتحان وانٹرویو) 11اور 12 جولائی 2018ء کوانشاءاللہ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہوگا۔ داخلہ ٹیسٹ میں شمولیت کے قواعد حسب ذیل ہیں:

(1) تعلیمی معیار: درخواست دہندہ کے کم از کم چھ مضامین میں جی سی ایس ای (GCSE) کم از کم تین مضامین میں اے لیولز (A-Levels) یا اس کے مساوی تعلیم میں C گریڈ سے کم گریڈ یا 60% سے کم نمبر نہ ہوں۔

(2) عمر: جی سی ایس سی (GCSE) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 17 سال اور اے لیولز (A-Levels) پاس کرنے والے طالب علم کی عمر زیادہ سے زیادہ 19 سال ہونی چاہئے۔

(3) میڈیکل رپورٹ: درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی طرف سے تفصیلی میڈیکل رپورٹ انگریزی زبان میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونی چاہئے۔

(4) تحریری ٹیسٹ وانٹرویو: درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہوگا۔ جس میں سے ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔ انٹرویو کے لئے صرف اسی کینڈیڈیٹ کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کے لئے قرآن کریم ناظرہ، وقفِ نَو سلیبس اور انگریزی و اردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہوگا۔ تاہم ترجمہ قرآن کریم اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ اس میں ان کے پڑھنے کا رجحان موجود ہے کہ نہیں۔

(5) درخواست دینے کا طریق: درخواست متعلقہ درخواست فارم پر درج ذیل دستاویزات کے ساتھ ہی قابل قبول ہوگی: (1) درخواست فارم مع تصدیق نیشنل امیر صاحب (2) درخواست دہندہ کی صحت کی بابت تفصیلی میڈیکل رپورٹ (بزبان انگریزی) (3) جی سی ایس سی/اے لیولز کے سرٹیفیکیٹ کی مصدقہ نقل۔ نتیجہ کے انتظار کی صورت میں سکول یا ٹیوٹر کی طرف سے متوقع گریڈز (Projected Grades) پر مشتمل خط۔ (4) پاسپورٹ کی مصدقہ نقل (5) درخواست دہندہ کی ایک عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔

متفرق ہدایات:

(1) درخواست میں کینڈیڈیٹ کے نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔

(2) مصدقہ درخواست جامعہ احمدیہ یوکے میں 30 مئی 2018ء تک پہنچنی لازمی ہے، اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی نہیں کی جائے گی۔ (3) جامعہ احمدیہ یوکے کا ایڈریس درج ذیل ہے:

Jamia Ahmadiyya UK, Branksome Place, Hindhead Road,
Haslemere, GU27 3PN.
Tel:+44(0)1428647170, +44(0)1428647173
Mobile: +44(0)7988461368, Fax: +44(0)1428647188

(4) رابطہ کے لئے جامعہ احمدیہ کے اوقات سوموار تا ہفتہ صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک ہیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ، یوکے)

بقیہ: جلسہ سالانہ مالٹا از صفحہ 20

از صفحہ 20

متعدد پروگراموں میں شامل ہوا ہوں مگر یہ پروگرام نہایت significant تھا۔ جماعت احمدیہ دوسرے لوگوں کو بھی ساتھ engage کرتی ہے۔ خاص طور پر میری خواہش ہے کہ مجھے لئیق احمد عاطف کی تقریر کی کاپی مل جائے کیونکہ یہ بہت ہی اہم خطاب تھا اور بجائے اس کے کہ اسلام کیا نہیں ہے **آج ہمیں یہ سننے کا موقع ملا ہے کہ درحقیقت اسلام ہے کیا؟** It was a very powerful message. اور میں یقین رکھتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو یہ تقریر سننی چاہئے کیونکہ یہ تقریر اسلام کی وہ تصویر پیش کرتی ہے جو عام طور پر ہمیں میڈیا میں سننے کو نہیں ملتی۔ اور میں اس کی بہت حوصلہ افزائی کرتا ہوں۔‘‘

☆ لوکل کاؤنسلر نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ’’سب سے پہلے جماعت احمدیہ مالٹا کو نہایت کامیاب جلسہ کے انعقاد پر مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ اس جلسہ کے انعقاد سے جہاں ہمیں معلومات share کرنے کا موقع ملا وہیں ہمیں ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کا بھی موقع ملا ہے۔ اس طرح کے جلسوں کے انعقاد سے ہم معاشرے میں ہم آہنگی کے قیام کے لئے مضبوط طریقے تلاش کرسکتے ہیں۔‘‘

☆ ایک مہمان نے بیان کیا کہ ’’آج کے تاریخی جلسہ میں جو کہ جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ ہے، مجھے شامل ہوکر بہت زیادہ خوشی ہوئی ہے۔ میں جلسہ کی روح اور جاذبیت سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میری خواہش ہے دوسری مذہبی جماعتیں بھی ایسے پروگراموں کا حصہ بنیں تا کہ ہم سب مل کر ایک خاندان کی طرح کا ماحول پیدا کریں اور تمام رکاوٹیں ختم کرکے بڑے مقاصد کے لئے ایک ہوجائیں۔‘‘

☆ ایک مہمان نے بیان کیا کہ ’’پہلا جلسہ سالانہ بہت کامیاب رہا۔ تقاریر بھی دلچسپ اور معلوماتی تھیں اور خاص طور پر صدر جماعت احمدیہ مالٹا کی تقریر بہت متاثر کن تھی، انہوں نے اسلام کی حقیقت بیان کی ہے اور بانی اسلام کی سیرت کی روشنی میں عملی نمونے بھی پیش کئے ہیں۔‘‘

☆ ایک مہمان نے اپنے تاثرات میں کہا کہ ’’میں اپنے لئے یہ اعزاز سمجھتا ہوں کہ مجھے اس جلسہ میں اپنی فیملی کے ساتھ شامل ہونے کا موقع ملا۔ **احمدیہ مسلم کے ساتھ میرا محبت، دوستی اور احترام کا رشتہ ہے۔ جو میں نے اس جماعت میں دیکھا ہے میں خداتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جن لوگوں سے میں اپنی روزمرہ کی زندگی میں ملتا ہوں اُن سب میں بھی اس جماعت کی خصوصیات پیدا ہوجائیں۔ خداتعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔‘‘**

قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جلسہ کی برکات سے مستفیض فرمائے، ہمیں نیکی و تقویٰ میں ترقی کرنے کی توفیق دے، ہمیں مال و نفوس میں بڑھائے، ہمیں بیعتیں عطا فرمائے اور ہمیں اپنا سینٹر اور مسجد عطا فرمائے۔ آمین

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

MOT

CLASS IV: £48

CLASS VII: £56

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

جزائر فجی کے 47ویں جلسہ سالانہ (2017ء) کا کامیاب و بابرکت انعقاد

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

مختلف موضوعات پر تقاریر اور مجلس سوال و جواب

(رپورٹ: آصف احمد عارف۔ مبلغ سلسلہ جزائر فجی)

امسال جزائر فجی کی جماعتوں کو مؤرخہ 23-24/ دسمبر 2017ء کو اپنا دوروزہ سینتالیسواں جلسہ سالانہ جماعتی روایات کے مطابق مسجد فضلِ عمر صووا میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ پیارے آقا کی خدمت میں جلسہ سالانہ فجی کے لئے پیغام بھجوانے کی عاجزانہ درخواست کی گئی جس کے جواب میں پیارے آقا نے ازراہِ شفقت احبابِ جماعت فجی کے لئے جلسے کی اغراض کو بیان کرتے ہوئے نیز احبابِ جماعت فجی کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے انگریزی زبان میں خصوصی پیغام سے نوازا۔ اس پیغام کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔

خصوصی پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

احمدیہ مسلم جماعت فجی کے پیارے ممبرز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بہت خوش ہوں کہ آپ اپنا 47واں جلسہ سالانہ 23 اور 24 دسمبر کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بابرکت اور کامیاب کرے اور تمام وہ افراد جو اس روحانی جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں بہت زیادہ روحانی فائدے اور بے شمار برکات حاصل کرنے والے ہوں۔

ہر احمدی جانتا ہے کہ ہمارا جلسہ سالانہ جہاں کہیں اور جس ملک میں بھی منعقد ہوتا ہے جس کے لئے آپ بھی ایک بار پھر فجی میں اکٹھے ہوئے ہیں یہ دنیاوی امور اور کھیل کود کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا اکٹھے ہونے اور جلسہ کا مقصد روحانی ماحول ہے جس سے فائدہ اُٹھانا ہے تا اپنی اخلاقی اصلاح کی جا سکے۔ ہمارا بنیادی مقصد اپنے دینی علم کو بڑھانا اور تقویٰ میں ترقی کرنا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اسلام احمدیت کی اس خوبصورت تعلیم کو پہلے سے بڑھ کر جانیں جس کو ماننے کا ہم دعویٰ کرتے ہیں اور جس کو قبول کر کے ہم نے بیعت کی ہے اور اپنے ایمان کی حقیقت کو پہچانیں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد سے متعلق اس کی خوبصورت تعلیمات پر بھرپور عمل کرنے کی کوشش کریں۔

آپ اس جلسہ میں جماعت کے مقررین کی تقاریر کو غور اور توجہ سے سنیں۔ یاد رکھیں کہ مقررین بہت محنت اور کوشش سے اپنی تقاریر تیار کرتے ہیں اس لئے ان کو غور سے سننا بہت ضروری ہے۔ یہ ہم پر خدا تعالیٰ کا بہت ہی فضل ہے کہ ہمارے مقررین کی تحقیق کی بنیاد قرآنِ کریم، سنت و احادیث رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے پُر حکمت ارشادات پر ہوتی ہے۔ حکمت اور دانائی کی باتیں وہ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ تاہم آپ جلسہ میں اس نیت کے ساتھ شامل ہوں کہ نہ صرف آپ نے اسلام احمدیت کے بارہ میں اپنے علم کو مزید بڑھانا ہے بلکہ عملی طور پر اُسے اپنی زندگیوں میں لاگو بھی کرنا ہے۔ اگر آپ اسلام کی تعلیمات کا پُرخلوص ہو کر اور پوری کوشش کے ساتھ علم حاصل کریں گے تو یقیناً آپ اپنی زندگیوں میں ایک غیر معمولی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔

ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے گئے عہد کو اور بیعت کو یاد رکھیں اور اپنی زندگیوں کو شرائطِ بیعت کے مطابق گزارنے کی کوشش کریں۔ بطور ایک ذمہ دار احمدی مسلمان تمام امور اور معاملات میں خوبصورت نمونہ دکھائیں اور خاص طور پر نرمی کا مظاہرہ کریں، دوسروں کا احساس کریں اور سب کا خیال رکھیں۔ مزید یہ کہ آپ جس ملک میں بھی رہیں اُس کی خیر خواہی اور وفاداری میں ایک بہترین نمونہ بنیں۔ اپنے ملک کے لئے محبت کا اظہار کریں۔ یہ اس لئے کہ ہمارے نبی ﷺ کی بنیادی تعلیم ہے کہ اپنے ملک سے محبت ایمان کا ضروری حصہ ہے۔

یہ ہر احمدی مسلمان کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کی پُر امن تعلیم کو دنیا کے کناروں تک پہنچائے۔ مَیں آپ کو تبلیغ کے بارہ میں بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو کہ ہر احمدی کے لئے ضروری ہے اور یہ کہ باقاعدگی سے نئے نئے راستے اور مقامات تلاش کریں جس کے ذریعہ آپ اپنے علاقہ کے تمام لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچا سکیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ محض فضل ہے کہ اُس نے جماعت احمدیہ کو خلافت جیسی نعمت سے نوازا ہے۔ پس اب جماعت کی ترقی حقیقی رنگ میں احیاءِ اسلام اور تمام دنیا میں قیامِ امن یہ سب اب خلافت ہی سے وابستہ ہیں۔ اس لئے مَیں فجی کے تمام احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ خلافتِ احمدیہ سے وابستہ رہیں اور وفا کا نمونہ دکھائیں۔ باقاعدگی سے ایم ٹی اے خود بھی دیکھیں اور اپنے فیملی ممبرز کو بھی، خاص طور پر بچوں کو اس کے دیکھنے کی تلقین کریں۔ بالخصوص باقاعدگی سے میرے خطباتِ جمعہ اور خطابات اور دوسرے موقع پر کی گئی تقاریر کو سنیں اور میری ہدایات اور نصیحتوں پر عمل کریں۔ یہ امر آپ کو خلافت سے مضبوط تعلق قائم کرنے اور ایمان میں مضبوطی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ نیز دنیا بھر کی ہماری جماعت میں ایک ہی سوچ، ایک ہی مقصد ایک سمت کو قائم کرنے کا باعث بنے گا۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو جو جلسہ میں شامل ہوا ہے اس جلسہ کے مقصد کو پورا کرنے کی توفیق دے اور وہ ہمیں اپنی زندگیوں میں حقیقی تبدیلی لانے کی توفیق دے۔ نیکی، اچھے کردار اور اخلاص کے ساتھ اسلام اور انسانیت کی خدمت کی توفیق دے۔ اللہ آپ سب پر فضل فرمائے۔ آمین!

والسلام

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

....

کئی وقارِ عمل کے ذریعہ خدام، انصار و لجنہ نے دن رات مسجد فضلِ عمر کے احاطہ کی تیاری و صفائی کی، جلسہ سالانہ کیلئے باقاعدہ سٹیج تیار کیا گیا، اور مسجد فضلِ عمر کو خوبصورت بینرز، جھنڈیوں اور پھولوں سے سجایا گیا۔

زیرِ نگرانی افسر صاحب جلسہ سالانہ اور جلسہ گاہ جمعۃ المبارک کے روز مورخہ 22/ دسمبر 2017ء بعد نماز مغرب و عشاء امیر و مبلغ انچارج فجی محترم مولانا محمود احمد صاحب نے انتظامات کا جائزہ لیتے ہوئے منتظمین اور معاونین کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

23/ دسمبر 2017 بروز ہفتہ

جلسہ کے پہلے دن کا آغاز باقاعدہ باجماعت نمازِ تہجد سے ہوا اور بعد از نمازِ فجر مساجد کے آداب کے عنوان پر قرآن و حدیث، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں درس بھی پیش کیا گیا۔

صبح 10:30 بجے محترم امیر صاحب اور افسر صاحب جلسہ سالانہ نے پُر جوش نعروں کی گونج میں لوائے احمدیت اور فجی کے جھنڈے کو ہوا میں بلند کیا اور دعا کروا کر باقاعدہ جلسہ کا آغاز کیا۔ جس کے بعد مسجد کے ہال میں تلاوت قرآن کریم کے ساتھ اجلاس اوّل کی باقاعدہ کارروائی شروع ہوئی۔ گروپ قصیدہ اور نظم کے بعد امیر و مبلغ انچارج فجی مکرم مولانا محمود احمد صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں شاملین جلسہ کے سامنے پیارے آقا کے پیغام کو پڑھ کر سُنایا اور احبابِ جماعت کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے محبت بھرے پیغام کی روشنی میں خلافت کے ساتھ اطاعت و وفا کے تعلق کو بڑھانے اور مضبوط کرنے کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ یہ بات اُسی وقت ممکن ہے جب ہم حضور پُرنور کے ارشاد کے مطابق ایم ٹی اے باقاعدہ سننے کی عادت ڈالیں گے۔ نیز پیارے آقا کے پیغام میں بیان فرمودہ نصائح، مقاصد جلسہ سالانہ، پاک خیالات اور نیک زندگی کے حصول کی کوشش، عبادات میں باقاعدگی اور تبلیغ کی طرف توجہ جیسے ارشادات کو بڑے درد اور تفصیل سے سمجھایا اور دعا کروائی۔ اس اجلاس میں اس کے علاوہ دو نظمیں اور دو تقاریر بعنوان حضرت امیر المومنین کی ایمان افروز مصروفیات اور احبابِ جماعت کی ذمہ داریاں اور مالی قربانی کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریوں پر پیش کی گئیں۔

نماز ظہر و عصر اور ظہرانہ کے بعد لجنہ اپنے جلسہ کے پروگرامز کے لئے ایوانِ مصطفیٰ میں چلی گئیں اور لوکل فجین ممبران کے لئے لائبریری میں علیحدہ پروگرام کا انتظام کیا گیا جس میں انگلش اور فجین زبان میں پروگرام کیا جاتا ہے۔ فجین سیشن میں عبادت کی اہمیت اور جماعت کے عالمی تعلقات اور خلافت کی برکات کو بیان کرتے ہوئے اپنی زندگیوں میں نیک نمونے قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ حضورِ انور کے ارشاد کے مطابق ہمیں اپنے ماحول میں اس سچائی اور ہدایت کی روشنی کا پیغام آگے دوسروں تک بھی پہنچانا چاہئے جس کے بعد آنے والے مہمانوں نے اسی مناسبت سے سوال و جواب بھی کئے جس میں بعض غیر از جماعت مہمان بھی شامل تھے جبکہ مین جلسہ گاہ میں دوسرے اجلاس میں پانچ تقاریر پیش کی گئیں اور خاص طور پر تقویٰ اور نمازوں کی پابندی پر توجہ دلائی گئی۔ یہ دوسرا اجلاس مختلف سیشنز میں منعقد ہونے کے بعد شام 5 بجے اختتام پذیر ہوا۔

مجلس سوال و جواب:

نماز مغرب اور عشاء کے بعد احبابِ جماعت کے ساتھ مجلس سوال و جواب کا اہتمام کیا گیا جس میں شاملین مرد و زن نے مختلف سوالات کئے جس کے مبلغین کرام نے تسلی بخش جوابات دئے الحمدللہ کہ یہ پروگرام بھی نہایت کامیاب رہا۔

24/ جنوری 2017ء

جلسہ کے دوسرے دن کا آغاز بھی باجماعت نماز تہجد سے ہوا اور بعد از نمازِ فجر قومی اصلاح ذاتی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی کے عنوان پر درس پیش کیا گیا۔

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

تفسیر

سورۃ الفیل

[حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاءِ کرام کی بیان فرمودہ تفاسیر سے انتخاب]

(قسط نمبر 3۔ آخری)

☆ رحیم کے معنے ہیں وہ جو بار بار نتائج پیدا کرتا ہے۔ جب رحمانیت کے سامانوں سے انسان فائدہ اٹھالیتا ہے تو رحیم خدا اس کے بار بار نتائج پیدا کرتا ہے۔ مثلاً انسان روٹی کھاتا ہے روٹی کھانے کا یہی نتیجہ نہیں ہوتا کہ پیٹ بھر جاتا ہے بلکہ اس کے نتیجہ میں خون پیدا ہوتا ہے جو مہینوں اور سالوں انسانی جسم میں کام کرتا ہے۔ اسی خون سے اس کے دماغ کو طاقت ملتی ہے اس کی نظر کو طاقت ملتی ہے۔ اس کے ذہن کو طاقت ملتی ہے۔ اس کے کانوں کو طاقت ملتی ہے جو مہینوں اور سالوں اس کے کام آتی ہے۔ پھر اسی میں سے نطفہ پیدا ہوتا ہے جس سے اس کی نسل پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس نسل سے اگلی نسل اور اگلی نسل سے اور اگلی نسل پیدا ہوتی ہے۔ گویا ایک ایک فعل تواتر سے نتائج پیدا کرتا ہے۔ یہ رحیمیت ہے۔ اگر دنیا میں صرف یہی سلسلہ ہوتا کہ جب کوئی شخص کام کرتا تو اسی وقت اس کا ایک نتیجہ پیدا ہو جاتا تو ہم اس کو بدلہ تو کہہ سکتے تھے جیسے مزدور مزدوری کرتا ہے تو اپنی اُجرت لے لیتا ہے مگر ہم اسے رحیمیت نہیں کہہ سکتے تھے۔ رحیمیت کی مثال ایسی ہی ہے جیسے پنشن ہوتی ہے۔ لوگ ملازمت کرتے ہیں تو انہیں اس کا بھی ایک بدلہ مل رہا ہوتا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی ان کے کھاتے میں یہ بھی لکھا جاتا ہے کہ آئندہ اس کام کا متواتر نتیجہ پیدا ہوگا۔ چنانچہ اگر کوئی دس یا پندرہ سال ملازمت کرتا ہے تو وہ تنخواہ کے 1/10 حصہ کی پنشن کا حقدار ہو جاتا ہے۔ بیس سال گزر جائیں تو 1/3 پنشن کا حقدار ہو جاتا ہے۔ پچیس سال گزر جائیں اور وہ ڈاکٹری سارٹیفیکیٹ بھی پیش کر دے تو اسے نصف پنشن مل جاتی ہے اور اگر تیس سال گزر جائیں تو بغیر ڈاکٹر سارٹیفکیٹ کے ہی وہ پوری پنشن کا حقدار بن جاتا ہے۔ یہ چیز ہے جو رحیمیت کے مشابہ ہے یعنی کام کا بدلہ نقد ہی نہیں ملا بلکہ آئندہ کے لئے اَور نیک نتائج کی بنیاد بھی ساتھ ہی رکھ دی گئی۔

☆ پھر یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کی رحیمیت اور خدا تعالیٰ کی رحیمیت میں فرق کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب انسان بدلہ دیتا ہے تو یہ سمجھ کر دیتا ہے کہ اس شخص نے کچھ سالوں کے بعد مر جانا ہے اگر اسے پتہ لگ جائے کہ اس شخص نے کبھی نہیں مرنا تو وہ کبھی اسے پنشن نہ دے۔ مگر چونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ اس نے ضرور چند سالوں کے اندر اندر مر جانا ہے اس لئے وہ پنشن دے دیتا ہے۔ لیکن خدا کو نہ صرف یہ پتہ ہے کہ انسان نہیں مرے گا بلکہ وہ خود کہتا ہے کہ مَیں انسان کو ماروں گا نہیں بلکہ اسے ابدی زندگی دوں گا۔ گویا یہی نہیں کہ وہ اتفاقی طور پر اس حادثہ کو برداشت کر لیتا ہے بلکہ وہ انسان کے زندہ رہنے اور اس کی دائمی حیات کے خود سامان مہیا کرتا ہے۔ اس لئے خدا کی رحیمیت کی شان اَور ہے اور انسان کی رحیمیت کی شان اَور ہے۔

☆ بہر حال بسم اللہ حال پر، رحمٰن ماضی پر اور رحیم کا لفظ مستقبل پر دلالت کرتا ہے اور یہ تینوں الفاظ بتاتے ہیں کہ تمام کے تمام کاموں میں تقدیر الٰہی انسان کے ساتھ وابستہ ہے۔ بسم اللہ میں چھوٹی سی تدبیر شامل ہے۔ یعنی انسان کہتا ہے مَیں خدائی مدد سے یہ کام شروع کرتا ہوں۔ گویا ارادہ انسان کا اپنا ہوتا ہے۔ اگر میرا ارادہ کسی کام کے متعلق نہ ہو تو مَیں یہ کس طرح کہہ سکتا ہوں کہ مَیں خدا کی مدد سے فلاں کام شروع کرتا ہوں۔ بہر حال اس میں کچھ بندے کا بھی دخل ہوتا ہے۔ اس کے بعد رحمانیت کا دائرہ ہے جو خالص خدا سے تعلق رکھتا ہے۔ اور رحیمیت میں تھوڑا سا کام بندہ کرتا ہے اور غیر منتہی نتیجہ خدا پیدا کرتا ہے۔ گویا تدبیر اور تقدیر دونوں سے مل کر یہ دنیا چلتی ہے۔ اور بسم اللہ ہم کو بتاتی ہے کہ تقدیر اور تدبیر آپس میں اس طرح الجھی ہوئی ہیں کہ ان کو الگ الگ نہیں کیا جاسکتا۔ آگے انسان کی مختلف حیثیتوں کے لحاظ سے اس کے کام بڑے اور چھوٹے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ایمان کامل میں تقدیر کا پہلو غالب ہوتا ہے اور تدبیر کا پہلو کمزور ہوتا ہے جیسے رحمانیت خالص خدا کی تھی۔ اسی طرح جو انسان خدا تعالیٰ کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے اس کی زندگی کے کاموں میں بھی تقدیر زیادہ اور تدبیر کم نظر آتی ہے۔ وہ بیشک تدبیر بھی کرتا ہے مگر اس کے نتائج اس کی تدبیر سے بہت زیادہ پیدا ہوتے ہیں

☆ حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ دہریہ سے دہریہ بھی خدا تعالیٰ کی تقدیر سے باہر نہیں ہوتا۔ ایک دہریہ کی زبان پر بھی میٹھا رکھ دو تو باوجود اس کے کہ وہ خدا کو گالیاں دیتا ہوگا مگر خدا کو گالیاں دینے والی زبان بھی اس میٹھے کو میٹھا ہی چکھے گی۔ غرض تقدیر ہر ایک شخص کے کام کے ساتھ کام کر رہی ہوتی ہے مگر تدبیر کا پہلو غالب ہوتا ہے اور تقدیر کا پہلو کمزور ہوتا ہے سوائے اہل اللہ کے کہ ان کا حساب اس کے الٹ ہوتا ہے۔ ان دو کے علاوہ جو درمیانی درجہ کا مومن ہوتا ہے خواہ وہ کلامِ الٰہی کو ماننے والا ہو یا نہ ماننے والا ہو جیسے عیسائی کہ وہ بھی اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں کیونکہ وہ عیسائی مذہب کو تسلیم کرتے ہیں حالانکہ وہ اسلام پر ایمان نہیں لائے۔ اسی طرح یہودی بھی اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں کیونکہ وہ یہودی مذہب کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہندو بھی اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں کیونکہ وہ ہندو مذہب کو تسلیم کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے خواہ وہ کلام الٰہی کو ماننے والے ہوں یا نہ ہوں دونوں چیزوں کا امتزاج ہوتا ہے اور تقدیر اور تدبیر ان کے لئے ملی ہوئی ہوتی ہیں۔ ایسے لوگ دعائیں بھی کرتے ہیں خواہ وہ سچے مذہب پر نہ ہوں جیسے عیسائی اور یہودی اور ہندو سب دعاؤں سے کام لیتے ہیں اور تدبیر سے بھی کام لیتے ہیں۔ گویا تقدیر اور تدبیر کا ایک لطیف امتزاج ان دونوں کے لئے ہوتا ہے۔ غرض مومنِ کامل جو خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے اس کے کاموں میں تقدیر کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ سے دُور چلا جاتا ہے اس کے کاموں میں تدبیر کا پہلو غالب ہوتا ہے اور جو درمیانی درجہ کا آدمی ہوتا ہے اس کے کاموں میں تقدیر اور تدبیر دونوں ملی ہوئی ہوتی ہیں۔

یہ مضمون ہے جس کو بسم اللہ ظاہر کرتی ہے اور چونکہ ہر سورۃ سے پہلے بسم اللہ آتی ہے۔ اس لئے جب انسان بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتا ہے تو وہ اس امر کا اقرار کرتا ہے کہ جو کچھ آگے مضمون بیان ہو رہا ہے اس سے میں اپنے ایمان اور عرفان کے لحاظ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں گا۔ اگر وہ اعلیٰ درجے کا ایمان رکھنے والا ہے تو وہ اس سے ایسا فائدہ اٹھاتا ہے کہ وہ سورۃ اس کے لئے ویسی ہی بن جاتی ہے جیسے محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے نازل ہوئی تھی۔ اور اگر وہ دشمنی کرتا ہے تو کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتا۔ ساری کی ساری سورۃ بیکار اور رائیگاں چلی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر اس کے حق میں ضائع ہو جاتی ہے۔ اور اگر وہ درمیانی درجہ کا مومن ہو تو سورۃ کا مضمون صرف ایک حد تک اسے فائدہ بخشتا ہے، پورا فائدہ نہیں دیتا۔

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے ربّ نے ہاتھی (استعمال کرنے) والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔

☆ اَلَمۡ تَرَ اصل میں اَلَمۡ تَرٰی ہے۔ لَمۡ جب فعل مضارع پر آتا ہے تو اگر اس کے آخر میں یاء ہو تو وہ گر جاتی ہے۔ اسی وجہ سے اَلَمۡ تَرٰی کی بجائے صرف اَلَمۡ تَرَ رہ گیا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ کیا تُو نے دیکھا نہیں۔

یہاں دیکھنے سے دل کی آنکھوں سے دیکھنا اور بصیرت کی راہ سے دیکھنا مراد ہے۔ آنکھوں سے دیکھنا مراد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جس واقعہ کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا ہے وہ رسول کریم ﷺ کی پیدائش سے پہلے کا ہے۔ کتنا پہلے کا ہے؟ اس بارہ میں اختلاف ہے۔ صحیح روایت جس کے قرائن بعض دوسری تاریخوں سے بھی ملتے ہیں یہ ہے کہ درحقیقت یہ اسی سال کا واقعہ ہے جس سال میں رسول کریم ﷺ پیدا ہوئے تھے۔ جو تاریخی شہادتیں کثرت سے مل جاتی ہیں اور جن کے قرائن دوسری تاریخوں یا دوسرے ملکوں کی تاریخوں سے بھی ملتے ہیں وہ اسی کی تائید کرتی ہیں۔ یہ واقعہ محرّم میں ہوا تھا جو اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے اور رسول کریم ﷺ کی پیدائش اسی سال ربیع الاول میں ہوئی ہے۔

پس جبکہ رسول کریم ﷺ کی پیدائش سے یہ واقعہ پہلے ہوا ہے خواہ تیس دن پہلے ہوا ہو خواہ تیس سال بہر حال رسول کریم ﷺ نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ اس لئے تر سے رؤیت قلبی ہی مراد لی جائے گی۔ رؤیت عینی نہیں۔ پس اَلَمۡ تَرَ کے لفظی معنے یہ ہوئے کہ کیا تجھے معلوم نہیں۔ اس فقرہ کے عام طور پر دو معنے ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ ہم دوسرے شخص سے پوچھتے ہیں کہ آیا فلاں بات اسے معلوم ہے یا نہیں؟ دوسرے معنے اس قسم کے فقرہ کے یہ ہوتے ہیں کہ تمہیں یہ بات خوب معلوم ہے۔ گویا بظاہر نفی کے الفاظ ہوتے ہیں مگر معنے مثبت ہی کے ہیں بلکہ مثبت پر زور دینے کے ہوتے ہیں۔ اردو میں بھی کہتے ہیں تمہیں معلوم نہیں مَیں ایسا کر سکتا ہوں۔ اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ مَیں ایسا کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ گویا اس قسم کا فقرہ بجائے اس کے کہ شک کا اظہار کرے یقین اور وثوق پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ایسا فقرہ کہنے والا کوئی انسان ہو تو کسی کو شبہ بھی ہوسکتا ہے کہ آیا اس نے شک کے معنوں میں استعمال کیا ہے یا وثوق کے معنوں میں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے متعلق ہم یہ نہیں خیال کر سکتے کہ نعوذ باللہ اس کے قول کا یہ مطلب ہے کہ مجھے تو معلوم نہیں کہ تم کو فلاں واقعہ کا علم ہے یا نہیں۔ تم ہی بتاؤ کہ تمہیں اس کا علم ہے یا نہیں۔ پس یہ فقرہ شک کے معنوں میں خدا تعالیٰ کے متعلق استعمال ہی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں اور جب وہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں تو اس کی طرف وہ معنے کبھی منسوب نہیں ہو سکتے جن میں شک و شبہ پایا جاتا ہو۔ پس اس آیت کے وہی معنے مراد لینے ہوں گے جو یقین اور قطعیت پر دلالت کرتے ہیں۔

پس اَلَمۡ تَرَ کے لفظی معنے گو یہی ہیں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں۔ مگر درحقیقت اس کا مفہوم اس جگہ یہ ہے کہ تم خوب اچھی طرح سے جانتے بوجھتے اور سمجھتے ہو اور تم سے یہ حقیقت مخفی نہیں ہے۔

☆ اَلَمۡ تَرَ کے متعلق ایک اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی مخاطب تو ساری دنیا ہے۔ آیا اَلَمۡ تَرَ میں بھی ساری دنیا مخاطب ہے یا محمد رسول اللہ ﷺ مخاطب ہیں یا دشمنانِ اسلام مخاطب ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یوں تو قرآن کریم ساری دنیا کے لئے ہے خواہ بعض آیات میں براہ راست محمد رسول اللہ ﷺ ہی کیوں نہ مخاطب ہوں۔ مگر اس سورۃ کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں خطاب براہ راست محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات سے ہے اور پھر آپؐ کے توسط سے باقی دنیا مخاطب ہے۔ چنانچہ آگے ہی فرماتا ہے۔ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ تیرے رب نے کس طرح کیا۔ یُوں تو خدا تعالیٰ سب کا ربّ ہے مگر جب ایک ایسے واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے جو عرب اور خصوصاً رسول کریم ﷺ کی زندگی سے تعلق رکھتا ہے تو رَبُّکَ کے الفاظ سے یہی سمجھا جائے گا کہ اس میں خطاب خصوصیت سے رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس سے ہی کیا گیا ہے۔

غرض اس آیت میں ت اور ك یہ دو ضمائر خطاب کی ہیں۔ پس تَرَ اور رَبُّکَ یہ دو الفاظ جو اس جگہ آئے ہیں بتاتے ہیں کہ اس واقعہ کا تعلق خصوصیت سے رسول کریم ﷺ کے ساتھ ہے اور اس سورۃ میں جو مضمون بیان ہوا ہے اس کا اصل اور اہم تعلق محمد رسول اللہ ﷺ سے ہی ہے۔ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات سے اس کا خاص تعلق نہ ہوتا تو رَبُّکَ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔

☆ جب خدا نے کہا کہ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ۔ تیرے خدا نے اس سے کس طرح کا سلوک کیا۔ تو اس کے معنے درحقیقت یہی ہیں کہ ہم نے اس وقت جو کچھ کیا تھا محض تیرے لئے کیا تھا۔ ورنہ اگر یہ مفہوم نہ لیا جائے تو اصحاب الفیل کے واقعہ کا علم رکھنے میں محمد رسول اللہ ﷺ کی کیا خصوصیت ہے۔ عرب کا بچہ بچہ جانتا تھا کہ ایسا واقعہ ہوا ہے بلکہ خود رسول کریم ﷺ کے وقت تک ایسے لوگ موجود تھے جنہوں نے اصحاب الفیل کا واقعہ دیکھا تھا۔ ایسی صورت میں اَلَمۡ تَرَ کہنے کے کوئی معنے ہی نہیں بنتے۔ وہ واقعہ جو اَور ہزاروں لوگوں کو معلوم تھا اور جس کو دیکھنے والے بھی کئی زندہ موجود تھے۔ اسی واقعہ کا اگر رسول کریم ﷺ کو بھی علم ہو گیا تو اس میں آپؐ کی خصوصیت کیا رہی؟ آپؐ کی خصوصیت اُسی صورت میں ظاہر ہوتی ہے کہ اس واقعہ کا آپؐ سے کوئی خاص تعلق ہو۔

☆ پھر اس آیت میں اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ کے الفاظ ہیں۔ یعنی تیرے رب نے کس طرح کیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ اَلَمۡ تَرَ مَا فَعَلَ رَبُّکَ تجھے معلوم نہیں کہ تیرے رب نے کیا کیا۔ 'کس طرح کیا' اور 'کیا کیا' میں بہت بڑا فرق ہے۔ اگر صرف یہ بیان کرنا مقصود ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب الفیل سے کیا کیا تو کَیۡفَ کا لفظ اللہ تعالیٰ اس جگہ استعمال نہ کرتا۔ مگر اس نے کَیۡفَ کا لفظ

استعمال کیا ہے جو بتاتا ہے کہ یہاں یہ بیان کرنا مقصود نہیں کہ اصحاب الفیل سے کیا ہوا۔ بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ اصحاب الفیل سے جو کچھ ہوا کس طرح ہوا۔ عربی زبان کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ کلام کے مفہوم میں بہت بڑی تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے۔

☆ کَیْفَ کے لفظ نے مضمون کو ایسی خوبی بخش دی ہے جو اس کی شان کو بہت بڑھا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ تمہیں معلوم ہے کہ ان سے کس طرح کیا۔ یہاں کمیت پر زور دینا مقصود نہیں۔ یہ مراد نہیں کہ دس مرے تھے یا سو۔ ہاتھی مرے تھے یا کتّے۔ افسر مرے تھے یا ماتحت۔ بلکہ ان غیر معمولی حالات کی طرف اشارہ مقصود ہے جن میں ان کی ہلاکت واقعہ ہوئی۔ خواہ ایک ہی شخص مرا ہو مگر وہ مرا اس طرح کہ دنیا کہتی تھی کہ وہ نہیں مرے گا مگر پھر بھی وہ مر گیا۔ پس یہاں کمیت کا بتانا مقصود نہیں بلکہ کیفیت کا بتانا مقصود ہے۔ یعنی غیر معمولی حالات اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا کر دیئے گئے۔ جن حالات کو انسانی عقل سمجھ ہی نہیں سکتی تھی۔ مگر مفسّرین کا بڑا زور اس امر پر ہوتا ہے کہ ان کے سر پر پتھر پڑے اور پاخانہ کی جگہ سے نکل گئے۔ یا یہ کہ ان میں سے کوئی ایک بھی بچ کر واپس نہ جاسکا۔ حالانکہ قرآن اس پر زور ہی نہیں دے رہا۔ قرآن تو کہتا ہے کہ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ کیا تم نے دیکھا اور غور کیا کہ تمہارے رب نے کیسے غیر معمولی حالات میں اصحاب الفیل کو تباہ کیا۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ ان میں بڑی موت واقعہ ہوئی۔ بڑی موت تو بعض دفعہ جہاز کے ڈوبنے سے بھی ہوجاتی ہے۔ خدا تعالیٰ جس امر پر زور دینا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ تم میرا ہاتھ دیکھو اور اس امر پر غور کرو کہ جو کچھ کیا تھا مَیں نے کیا تھا۔ کسی انسانی ہاتھ کا اس میں دخل نہیں تھا۔ پس حقیقت اور واقعات پر زور دینا اس جگہ مطلوب نہیں بلکہ اس کے نادر اور مخفی الاسباب ہونے پر زور دینا مقصود ہے۔ یہ سوال نہیں کہ ابرہہ اور اس کا لشکر سب کا سب مر گئے یا کچھ بچ بھی گئے۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ وہ کس طرح مرے۔ جو بھی مرے ان کے مرنے میں کسی انسانی تدبیر کا دخل نہیں تھا بلکہ محض ہمارے پیدا کردہ حالات کے نتیجہ میں وہ ہلاک ہوا۔ پس یہاں خدا اپنے فعل کو پیش کر رہا ہے۔ وہ یہ نہیں بتاتا کہ ابرہہ پر کیسی تباہی آئی۔ بلکہ یہ بتاتا ہے کہ اس پر کیسے تباہی آئی۔ وہ یہ کہتا ہے کہ ہم نے ابرہہ کو ان حالات میں مارا جبکہ دنیا اس کے مارے جانے کا خیال بھی نہ کرسکتی تھی۔ پس خدا تعالیٰ اس جگہ اپنے فعل پر زور دے رہا ہے اور اس پر زور دے رہا ہے کہ اس نے یہ فعل محض محمد رسول اللہ ﷺ کی خاطر کیا۔

پس اس صورت میں محمد رسول اللہ ﷺ کے احترام کا اور محمد رسول اللہ ﷺ کی خاطر اپنی قدرت دکھانے کا اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات کو دشمن کے حملہ سے بچانے کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے۔ خانۂ کعبہ کی حفاظت یا اس کا بچنا ایک ضمنی چیز ہے۔

خانۂ کعبہ کی حفاظت اصل مقصود نہیں تھی بلکہ اصل مقصود محمد رسول اللہ ﷺ کی حفاظت تھی۔ چنانچہ فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ تو نے دیکھا تیرے رب نے کس طرح معاملہ کیا۔ اس میں رَبُّکَ کا لفظ صاف طور پر بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ اس واقعہ سے خانۂ کعبہ کو بچانا اتنا مطلوب نہ تھا جتنا تیری ذات کو بچانا مقصود تھا۔

اس آیت میں ایک طرف کَیْفَ فَعَلَ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اس میں کسی بندے کا ہاتھ نہیں تھا۔ پھر رَبُّکَ کہہ کر یہ بتایا ہے کہ ہم نے یہ نشان کس کے لئے ظاہر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے محمد رسول اللہ ﷺ بیشک مکّہ والوں کی بھی خاطر ہوگئی۔ بیشک خانۂ کعبہ کا بھی اعزاز ہوگیا۔ مگر یہ ایک ضمنی بات تھی۔ اے محمد رسول اللہ ﷺ ہم نے تو یہ نشان محض تیرے لئے دکھایا تھا اور تُو ہی ہمارا اصل مقصود تھا۔ پس درحقیقت یہ نشان محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات کے لئے تھا۔ اَور کسی کے لئے نہیں تھا۔

مکّہ کے لوگ بھی اس معجزہ کے تو قائل تھے مگر وہ اس امر کے قائل نہ تھے کہ یہ معجزہ کسی اور کے لئے ظاہر ہوا ہے۔ وہ اتنا تو سمجھتے تھے کہ دعائے ابرہیمی کے پورا ہونے کا یہ ایک ثبوت ہے مگر یہ کہ احترامِ محمدی میں ایسا ہوا ہے اس کو وہ نہیں مانتے تھے۔ اگر مانتے تو مسلمان کیوں نہ ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ اسی امر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے اے احمقو! تم اسے اب بھی نہیں مانتے۔ حالانکہ ہم نے اس کی پیدائش سے بھی پہلے اس کے لئے یہ معجزہ دکھا دیا تھا اور جب ہم نے اس کی پیدائش سے بھی پہلے اس کے لئے یہ معجزہ دکھا دیا تھا اور جب ہم نے اس کی پیدائش سے بھی پہلے اس کے لئے اپنے معجزات ظاہر کرنے شروع کر دیئے تھے تو تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ ہم اب بھی اس کی زندگی کے آخری ایام تک اس کے لئے اپنے نشانات دکھاتے چلے جائیں گے۔

☆ اَصْحٰبُ الْفِیْلِ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ صرف ابرہہ اور اس کا لشکر تباہ نہیں ہوا بلکہ ان کی وہ پچھلی طاقت جو یمن میں تھی وہ بھی تباہ ہوگئی اور اس تباہی کا اتنا اثر پڑا کہ عیسائیوں کے قُویٰ بالکل ڈھیلے ہوگئے۔ اس تباہی میں اللہ تعالیٰ کی جو بہت بڑی حکمت کام کر رہی تھی وہ یہ ہے کہ ایک بھاری حکومت کے کسی لشکر کا تباہ ہوجانا خطرہ کو کم نہیں کرتا بلکہ اور بھی بڑھا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے ابرہہ اور اس کے لشکر کو ہی نہیں بلکہ اس قوت کو ہی کچل دیا جو اس کے پیچھے کام کر رہی تھی۔

اصحاب الفیل سے نجاشی کی حکومت مراد ہے۔ ہاتھی عرب میں نہیں ہوتا تھا بلکہ حبشہ سے آتا تھا۔ پس اصحاب الفیل سے مراد بھی حبشہ کی حکومت ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حکومت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم نے اصحاب الفیل سے کیا کیا اور کس طرح ہم نے حبشہ کی حکومت کو ہی عرب سے مٹا دیا۔ گویا ہم نے صرف ابرہہ اور اس کے لشکر کو ہی شکست نہیں دی بلکہ عرب سے حبشہ کی حکومت ہی مٹا دی تاکہ اس کی طرف سے بار بار حملہ کا خطرہ نہ رہے۔

☆ اس سورۃ میں درحقیقت آخری زمانہ کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے اور مسلمانوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے بھی پہلے عیسائی دنیا نے آپ کے دین کو روکنے اور اس کی ترقی کے امکانات کو مسدود کرنے کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ جب وہ علامات انہیں نظر آئیں جن سے یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ نبی عربیؐ دنیا میں پیدا ہونے والا ہے تو انہوں نے خانۂ کعبہ کا رخ کیا تاکہ عرب جس نقطۂ مرکزی پر جمع ہوسکتے ہوں اسے توڑ دیا جائے اور وہ موعود جس کا عرب میں شدت کے ساتھ انتظار کیا جارہا تھا اس کے راستہ میں روکیں پیدا ہوجائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی آمد کے احترام اور آپ کے اعزاز میں خانۂ کعبہ کو گرنے نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ اس نشان کا ذکر کرتے ہوئے ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ پھر ایک زمانہ میں عیسائی دنیا محمد رسول اللہ ﷺ کی طاقت اور آپ کی قوت کو مٹانے کی کوشش کرے گی اور تسلّی دیتا ہے کہ تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ جس خدا نے محمد رسول اللہ ﷺ کے پیدا ہونے سے بھی پہلے آپ کا ادب اور احترام کیا تھا اس خدا کے متعلق کون یہ خیال بھی کرسکتا ہے کہ وہ آپؐ کی پیدائش کے بعد، آپ کے دعویٰ نبوت کے بعد، آپ کی بے مثال اور حیرت انگیز قربانیوں کے بعد، آپؐ کی خدا تعالیٰ سے بے انتہا محبت کے اظہار کے بعد، آپؐ کی اعلیٰ درجے کی نیک اور پاک جماعت دنیا میں قائم ہو جانے کے بعد، آپؐ کی کامل اور ہر قسم کے نقائص سے منزہ شریعت لوگوں کے سامنے پیش ہو جانے کے بعد، آپؐ کے دین اور مذہب کے تمام دنیا میں پھیل جانے کے بعد، اب اس ہتک کو برداشت کرلے گا کہ اسے تباہ ہونے دے اور دشمن کو اس کے بد ارادوں میں کامیاب کر دے۔ کوئی عقلمند جو ذرا بھی ان واقعات پر نگاہ رکھنے والا ہو وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایمان رکھتے ہوئے ایک لحظہ کے لئے بھی یہ بات نہیں مان سکتا کہ اس مقابلہ میں عیسائیت کو کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔ یقیناً ایک مسلمان کے لئے اس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ وہ ٹکّر جو اسلام اور عیسائیت میں ہونے والی ہے اس کا وہی کچھ نتیجہ نکلے گا جو ابرہہ کے وقت میں نکلا جبکہ وہ خانۂ کعبہ سے ٹکر لینے کے لئے آیا۔ لیکن افسوس کہ باوجود اس کے کہ مسلمانوں کے پاس قرآن کریم موجود ہے۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ والی سورۃ موجود ہے اور وہ اسے ہر روز دیکھتے اور پڑھتے ہیں انہیں اس بات پر یقین نہیں کہ اس لڑائی میں آخر اسلام فتحیاب ہوگا اور عیسائیت ہارے گی۔ یقین سے میری مراد صرف منہ کی لاف و گزاف نہیں بلکہ وہ معقول یقین مراد ہے جس کے ساتھ انسان کا عمل شامل ہوتا ہے۔ بے شک جہاں تک زبان کے دعووں کا سوال ہے ہر مسلمان کہتا ہے کہ اسلام جیتے گا۔ لیکن جہاں تک اسلام کی فتح اور کامیابی پر یقین کا سوال ہے ننانوے فیصدی مسلمان یہ یقین نہیں رکھتے کہ اس لڑائی میں اسلام جیتے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے کہ

شخصے پائے من بوسید و من گفتم کہ سنگِ اسود منم (تذکرہ صفحہ 35)

ایک شخص نے میرے پاؤں کو چوما اور میں نے کہا ہاں ہاں سنگِ اَسود مَیں ہی ہوں۔ درحقیقت ہر زمانہ کا مامور اس کی جماعت کے لئے سنگِ اَسود کا رنگ رکھتا ہے کیونکہ لوگ اسے چومتے اور اس کے اردگرد اکٹھے رہتے ہیں اور اس طرح دین کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ پس اس زمانہ میں دین کی تقویت صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ ہے اور اس زمانہ میں روحانی سنگِ اسود آپ ہی ہیں گو جسمانی سنگِ اسود وہی ہے جو خانۂ کعبہ میں موجود ہے۔ اسی طرح یہ سورۃ الفیل بھی آپ پر الہاماً نازل ہوئی ہے۔ پھر جس طرح اصحاب الفیل کے پہلے حملہ میں اصل مقصد رسول کریم ﷺ کو تباہ کرنا تھا اسی طرح اب جو احمدیت پر حملہ ہوا ہے وہ اسی لئے ہوا ہے کہ ہندو بھی جانتا ہے اور سکھ بھی جانتا ہے اور مسیحی بھی جانتا ہے کہ اگر اسلام نے غلبہ پایا تو احمدیت کے ذریعہ ہی غلبہ پائے گا۔ پس اب بھی اس کا اصل مقصد رسول کریم ﷺ کو تباہ کرنا ہے کیونکہ مسیح موعود کا کام اپنا وجود منوانا نہیں بلکہ رسول کریم ﷺ کا وجود منوانا ہے۔ آپ خود فرماتے ہیں

وہ ہے۔ مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

لیکن جس طرح گزشتہ زمانہ میں خانۂ کعبہ کو گرانے میں ابرہہ اور اس کا لشکر ناکام رہا تھا اسی طرح ہم جانتے ہیں اور اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ دنیا کی ساری طاقتیں اور قوتیں مل کر بھی اگر اس سلسلہ کو جسے خدا نے محمد رسول اللہ ﷺ کا دین قائم کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے مٹانا چاہیں تو وہ ساری طاقتیں مل کر بھی اس سلسلہ کو مٹا نہیں سکتیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں، ہم جانتے ہیں کہ ہمارے اندر کوئی طاقت نہیں۔ لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آسمان کی فوجیں ہماری تائید میں اتریں گی اور اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ کا نظارہ دنیا متواتر دیکھتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہی شخص جس کو مسلمانوں نے اپنی نادانی سے ٹھکرا دیا ہے اسی کے ہاتھوں سے اسلام دنیا میں دوبارہ قائم ہوگا اور معترضین ہمارے سامنے نہایت شرمندگی کے ساتھ وہی کچھ کہتے آئیں گے جو یوسفؑ کے بھائیوں نے اس سے کہا۔ اور ہماری طرف سے بھی انہیں یہی کہا جائے گا کہ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ غیر دنیا، کافر دنیا، بے دین دنیا جس کا مقابلہ ہماری جماعت کر رہی ہے وہ تو جانتی ہے کہ احمدیت کی اشاعت میں ہی عیسائیت کی موت ہے لیکن مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ احمدیت کی اشاعت میں نعوذ باللہ اسلام کی تباہی ہے۔

اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ۔ وَّاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ۔ تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَۃٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ۔ فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ (الفیل 3-6)

کیا (ان کو حملہ سے قبل ہلاک کر کے) ان کے منصوبہ کو باطل نہیں کر دیا اور (پھر) ان (کی لاشوں) پر جُھنڈ کے جُھنڈ پرندے بھیجے (جو) ان (کے گوشت) کو سخت قسم کے پتھروں پر مارتے (اور نوچتے) تھے اس طرح اس نے انہیں غلّہ کے بیرونی چھلکے کی طرح کر دیا جس کے اندر کا دانہ کھایا گیا ہو۔

اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ

☆ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اس نے عیسائیوں کا منصوبہ صرف اس وقت باطل نہیں کیا جب وہ خانۂ کعبہ پر حملہ کرنے کے لئے آئے تھے۔ بلکہ اس نے بعد میں بھی ایک لمبے عرصہ تک ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا اور ان کی قوت کو کچل دیا تا محمد رسول اللہ ﷺ کو بڑھنے اور پنپنے کا موقع ملے اور آپؐ کی ترقی کے راستہ میں کوئی روک واقع نہ ہو۔ چنانچہ اسلام کے مقابلہ میں عیسائی ایک لمبے عرصہ تک مغلوب رہے۔ مگر پھر قرآن کریم کی ہی پیشگوئیوں کے مطابق دوبارہ عیسائیوں کو غلبہ حاصل ہوا۔ اور اب الٰہی فیصلہ ہے کہ وہ مسیحیت کو دوسری شکست انشاء اللہ ہمارے ہاتھ سے دے گا۔

وَّاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ۔

☆ ابابیل جمع ہے جس کا مفرد کوئی نہیں لیکن بعض کے نزدیک اس کا مفرد ابّول ہے۔ ابابیل کے متعلق عوام الناس یہ سمجھتے ہیں کہ اس جگہ ابابیل وہی پرندہ مراد ہے جسے اردو زبان میں بھی ابابیل کہتے ہیں۔ مگر یہ درست نہیں۔ جس پرندے کو ہم ابابیل کہتے ہیں عربی زبان میں اسے ابابیل نہیں بلکہ خفاش کہتے ہیں۔ پس اس جگہ ابابیل سے کوئی خاص پرندہ مراد نہیں بلکہ اس کے معنے فِرَق یعنی جماعتوں کے ہیں۔ اور طَیْرًا اَبَابِیْلَ سے مراد یہ ہے کہ ''جماعت در جماعت'' اور ''گروہ در گروہ'' پرندے آئے۔ یہ لفظ انسانوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور حیوانوں

کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور پرندوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اگر گروہ در گروہ گھوڑے کسی جگہ کھڑے ہوں تو ان کے متعلق بھی ابابیل کا لفظ استعمال کرلیا جائے گا۔ چنانچہ عربی زبان کا یہ محاورہ ہے کہ جَاءَتْ الْخَيْلُ اَبَابِيْلَ جس کے معنے جَمَاعَاتٍ مِنْ هٰهُنَا وَ هٰهُنَا کے ہیں۔ یعنی جماعت در جماعت اور گروہ در گروہ گھوڑے آئے کچھ یہاں سے اور کچھ وہاں سے۔ اسی طرح اگر انسانوں کا کوئی بہت بڑا لشکر جمع ہو تو اسے بھی ابابیل کہہ دیں گے اور مراد یہ ہوگی کہ بٹالین کے بعد بٹالین اور فوج کے بعد فوج آتی چلی گئی۔

پھر اس کے ایک معنے ''جماعاتِ عظام'' کے بھی ہوتے ہیں یعنی بڑی بڑی جماعتیں۔ اور ابابیل کے معنے اَقَاطِيْعَ تَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضاً کے بھی ہوتے ہیں۔ یعنی بڑے بڑے ٹکڑے جو ایک دوسرے کے بعد متواتر آتے چلے جائیں۔ پس اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْراً اَبَابِيْلَ کے یہ معنے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف پرندے بھیجے جماعت در جماعت۔ کچھ یہاں سے کچھ وہاں سے۔ وہ بڑے بڑے ٹکڑوں میں بار باری آتے تھے اور گروہ در گروہ تھے۔ اس میں اسی طرف اشارہ ہے کہ چیچک سے اس لشکر میں سخت موت پڑی اور لاشیں میدان میں چھوڑ کر باقی لوگ بھاگ گئے اور چاروں طرف سے گدھ اور چیل آکر وہاں جمع ہو گئے تا ان کی لاشوں سے نوچ نوچ کر گوشت کھائیں۔

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيْلٍ۔

☆ سِجِّيْلٍ چکنی مٹی کے ڈلے کی طرح کے پتھر کو کہتے ہیں۔ پس سِجِّيْل کے معنے ہیں ایسا پتھر جو کئی پتھر کے ٹکڑوں اور مٹی کی تہوں سے بنا ہوا ہو یا پکی ہوئی مٹی کا پتھر جسے پنجابی زبان میں کھنگر کہتے ہیں۔

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيْلٍ۔ کے معنے عام محاورہ کے مطابق تو یہ ہیں کہ ان پر سِجِّيْل مارتے تھے۔ لیکن اس کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ اُن کو سِجِّيْل پر مارتے تھے۔ اور چونکہ مردار خور پرندوں کا یہ عام قاعدہ ہے کہ وہ مردہ کا گوشت لے کر پتھر پر بیٹھ جاتے ہیں اور گوشت کو بار بار پتھر پر مارتے جاتے اور کھاتے جاتے ہیں، نہ معلوم اسے نرم کرتے ہیں یا اس کی صفائی کرتے ہیں۔ بہرحال چیلوں اور گدھوں کا یہ عام قاعدہ ہے کہ وہ گوشت کو کھاتے ہوئے پتھر پر مارتے جاتے ہیں۔ اس لئے یہی درست ہے کہ باء کے معنے اس جگہ 'پر' کے لئے جائیں خصوصاً جبکہ یہ ثابت ہے کہ یہ لوگ چیچک سے مرے تھے اور ان کی لاشیں تمام میدان میں پھیل گئی تھیں۔ پس آیت کا یہ مطلب ہے کہ مردار خور پرندے وہاں جمع ہو گئے اور انہوں نے ان کی بوٹیاں نوچ نوچ کر اور پتھروں پر مار مار کر کھانی شروع کر دیں۔

باء کے معنے جو اس جگہ علیٰ کے کئے گئے ہیں یہ لغت سے بھی ثابت ہیں اور استعمالِ قرآن سے بھی ثابت ہیں۔

☆ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس تباہی کا نقشہ کھینچا ہے جو اصحاب الفیل پر آئی۔ آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ چیلیں اور گدھ اور کوّے اور دوسرے مُردار خور جانور جب کوئی بوٹی کھاتے ہیں تو کس طرح کھاتے ہیں۔ وہ مردار کی بوٹی توڑ کر ایک طرف جا بیٹھتے ہیں اور پتھر پر بیٹھ کر کبھی اسے ایک طرف سے مارتے ہیں کبھی دوسری طرف سے۔ اور اس طرح بار بار اس کو پتھر پر مارنے کے بعد کھاتے ہیں۔ یہی کیفیت اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ظاہر کی ہے اور بتایا ہے کہ جب ہم نے چیچک سے ان کو مار دیا تو چونکہ وہ ہزاروں ہزار تھے اس لئے مردوں کے ڈھیروں پر گروہ در گروہ اور جماعت در جماعت چیلیں اور گدھ اور کوّے اور دوسرے مردار خور جانور اکٹھے ہو گئے۔ اور وہ بڑے بڑے جرنیل اور کرنیل جن کے اردگرد ہر وقت پہرے رہتے تھے اور جو بڑی بڑی اعلیٰ وردیاں پہن کر اَکڑ اَکڑ کر چلتے تھے ان کی بوٹیاں نوچ نوچ کر اور پتھروں پر مار مار کر کھانے لگے۔

☆ اس کے بعد کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَأْكُوْلٍ ۔ اس نے انہیں دانہ کھائے ہوئے سٹے کی طرح کر دیا۔ جس طرح اندر سے گندم کو کیڑا کھا جائے اور اوپر کا صرف چھلکا باقی رہ جائے۔ اسی طرح ان کی کیفیت ہوگئی۔ ان کا گوشت سب گدھیں اور چیلیں اور کوّے کھا گئے اور باقی صرف ہڈیاں رہ گئیں یا چمڑا اور سر کے بال رہ گئے۔

یہ وہ واقعہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں بیان فرمایا اور جو تمام آیات کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ افسوس ہے کہ مفسّرین نے بجائے اس کے کہ حقیقت پر غور کرتے ایسے ایسے لاطائل اور بے بنیاد اور لغو قصے اس کے متعلق اپنی تفسیروں میں بھر دیئے ہیں کہ جن کو پڑھ کر انسان کی اپنی عقل بھی حیران ہوتی ہے اور دشمن کو بھی اسلام پر ہنسی اڑانے کا موقع ملتا ہے۔

(ماخوذ از تفسیرِ کبیر زیر سورۃ الفیل)

بقیہ: حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ اور آپ کے آریہ مخالفین

از صفحہ 14

اگر کوئی آریہ صاحب ان تمام وید کے اصولوں اور اعتقادات کو جو اس کتاب میں ردّ کئے گئے ہیں سچ سمجھتا ہے اور اب بھی وید اور اس کے ایسے اصولوں کو ایشر کرت ہی خیال کرتا ہے تو اس کو ایشر کی قسم ہے کہ اس کتاب کا ردّ لکھ کر دکھاوے اور پانچ سو روپے انعام پاوے۔ یہ پانچ سو روپیہ بعد تصدیق کسی ثالث کے جو پادری یا برہمو صاحب ہوں گے دیا جائے گا...''

(سرمہ چشم آریہ۔ اشتہار انعامی پانسو روپیہ ٹائٹل آخر صفحات 321-323)

اس قسم کے علمی مباحثوں میں خاص طور پر جن میں دو مذاہب کی مبادیات زیر بحث ہوں صرف غیر جانبدار اصحابِ علم کی رائے ہی اہم سمجھی جاتی ہے اگرچہ مباحثے کے وقت موجود حاضرین کی ایک بھاری تعداد ماسٹر مرلی دھر صاحب کے رویے کو شکست کی صورت تعبیر کر رہی تھی جس سے ویدوں کی حقانیت پر زد پڑ رہی تھی لیکن مرزا صاحب نے اسے من وعن شائع کر کے ہمیشہ کے لئے غیر متعصب قارئین کے لئے محفوظ کر دیا۔ ہم نیچے تین ایسے تبصرے درج کر رہے ہیں جو اس لحاظ سے غیر جانبدار ہیں کہ ان میں سے ایک عیسائی اخبار کا اس کتاب یعنی سرمہ چشم آریہ پر تبصرہ ہے اور دوسرے دو ایسے مسلمان عالموں کے تبصرے ہیں جو ساری عمر مرزا صاحب کے شدید مخالفین میں شامل رہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

1– تبصرہ مشہور اہلِ حدیث عالم مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

''اس مباحثہ میں جناب مصنف نے تاریخی واقعات اور عقلی وجوہات سے معجزہ شق القمر ثابت کیا ہے اور اس کے مقابلے میں آریہ سماج کی کتاب (وید) اور اس کی تعلیمات و عقائد (تناسخ وغیرہ) کا کافی دلائل سے ابطال کیا ہے۔ ہم بجائے تحریر ریویو اس کتاب کے بعض مطلب ... اصل عبارت ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ وہ مطالب بحکم ''مشک آں است کہ خود ببوئد نہ کہ عطار بگوئد'' خود شہادت دیں گے کہ وہ کتاب کیسی ہے اور ہمارے ریویو لکھنے کی حاجت باقی نہ رہنے دیں گے ... اور حمیت وحمائت اسلام تو اس میں ہے کہ ایک ایک مسلمان اس کتاب کے دس دس بیس بیس نسخے خرید کر ہندو مسلمانوں میں تقسیم کرے۔''

(مولوی محمد حسین بٹالوی۔ 1886ء اخبار اشاعۃ السنۃ جلد 9 نمبر 6–5 صفحات 145-158)

2– تبصرہ مولوی سیّد ابوالحسن ندوی صاحب

''مرزا صاحب نے اپنی اس کتاب میں نہ صرف اس معجزہ بلکہ معجزات انبیا کی پرزور و مدلل وکالت کی ہے۔ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ معجزات و خوارق کا وقوع عقلاً ممکن ہے۔ محدود انسانی عقل اور علم اور محدود انسانی تجربات کو اس کا حق نہیں کہ وہ ان معجزات و خوارق کا انکار کریں اور اس کائنات کے احاطہ کا دعویٰ کریں۔ وہ بار بار اس حقیقت پر زور دیتے ہیں کہ انسان کا علم محدود و مختصر اور امکان کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ان کا اس پر بھی زور ہے کہ مذاہب اور عقائد کے لئے ایمان بالغیب ضروری ہے اور اس میں اور عقل میں کوئی منافات نہیں اس لئے کہ عقل غیر محیط ہے۔''

(سیّد ابوالحسن ندوی۔ قادیانیت۔ صفحہ 63–62

3– تبصرہ مشہور عیسائی اخبار نور افشاں

''حقیقت تو یہ ہے کہ اس کتاب نے آریہ سماج کو پورے طور پر بے نقاب کرتے ہوئے اسے پاش پاش کر دیا ہے۔ کتاب کے فیصلہ کن دلائل کا ردّ کرنا قطعی طور پر ناممکن ہے۔''

(اخبار نور افشاں 1887۔ اشاعت 6 جنوری 1887ء)

قارئین گزشتہ صفحات پر حضرت مرزا صاحب کے مقابلے میں لالہ شرمپت صاحب کے مضامین پر پنڈت شیونرائن اگنی ہوتری کا تبصرہ اور دوسرے واقعات پڑھ آئے ہیں اب ماسٹر مُرلی دھر صاحب کے ساتھ مباحثے کا احوال بھی پڑھ لیا اور مرزا صاحب کی طرف سے اس مباحثے پر مبنی کتاب سرمہ چشم آریہ پر مشہور عیسائی اخبار نور افشاں کا تبصرہ اور مرزا صاحب کے دو مشہور مسلمان مخالفین کے تبصرے بھی پڑھ لئے۔ آریہ سماج کو جو ہزیمت حضرت مرزا صاحب کے ہاتھوں اُٹھانی پڑ رہی تھی وہ ناقابلِ برداشت تھی اور بالآخر ان میں سے ایک صاحب پنڈت لیکھرام پشاوری مرزا صاحب کے ساتھ روحانی مقابلے کے لئے تیار ہو گئے جس کی روداد کافی طویل مگر دلچسپ اور عبرت انگیز ہے۔

بقیہ: جلسہ سالانہ جزائر فجی

از صفحہ 14

8:30 بجے صبح تلاوتِ قرآن کریم سے اجلاس سوم کی کارروائی شروع ہوئی جس میں اطاعتِ نظام، بدرسومات کے خلاف جہاد، اور تربیتِ اولاد جیسے عناوین پر تقاریر ہوئیں۔

نظامِ وصیت سیشن:

امسال محترم امیر صاحب نے جلسہ سالانہ کے پروگرام میں نظامِ وصیت کے حوالہ سے ایک سیشن رکھا جس میں نیشنل سیکرٹری وصایا کی زیرِ صدارت نظامِ وصیت کی اہمیت و برکات احبابِ جماعت کے سامنے پیش کی گئیں نیز حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور خلفاءِ احمدیت کے بابرکت ارشادات پر مشتمل ویڈیو بھی دکھائی گئی۔ اللہ تعالیٰ اِس کے مثبت نتائج پیدا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ احبابِ جماعت کو اس بابرکت الٰہی نظام میں شمولیت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اختتامی اجلاس محترم امیر صاحب کی زیرِ صدارت تلاوتِ قرآن کریم سے شروع ہوا جس میں نظم کے علاوہ ایک گروپ نظم بھی پیش کی گئی جس میں کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو انگلش، فجین اور بنابن زبان کے تراجم کے ساتھ ترنّم میں پیش کیا گیا۔ گروپ نظم کے بعد خلافت علیٰ منہاجِ نبوت نیز اپنے ربّ کے لئے مکمل فرمانبرداری جیسے اہم عناوین پر دو تقاریر بھی پیش کی گئیں۔ تقاریر کے بعد مکرم امیر و مبلغ انچارج صاحب فجی نے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایمان افروز خطبہ جمعہ فرمودہ 31/مارچ 2017ء کی روشنی میں احبابِ جماعت کو خدا تعالیٰ کی صفت ستاری کے مختلف پہلوؤں کو پیش کرتے ہوئے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ ہمیں اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کرنی چاہئے اور ایک دوسرے کے لئے دعا کرنی چاہئے تا کہ ہم معاشرے میں ایک پُر امن ماحول قائم کرنے والے بن سکیں۔ تقریر کے اختتام پر محترم امیر صاحب نے گزشتہ سال میں وفات پانے والے احبابِ جماعت کے نام بغرضِ دعا پیش کئے اور جلسہ سالانہ کا باقاعدہ اختتام دعا سے کیا۔

اس جلسہ میں تین جزائر کی 10 جماعتوں سے 287 احبابِ جماعت کو شمولیت کی توفیق ملی جن کے علم وایمان کی ترقی کے لئے جلسے کے پروگرامز میں تقاریر کے علاوہ جماعت کے علمی خزانے پر مشتمل کتابوں کی نمائش کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ اِسی طرح مختلف قرآنی ارشادات، احادیث اور سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے خوبصورت رنگوں کے بینرز بھی آویزاں تھے جو ہر ایک کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے تھے۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے شیریں ثمرات و برکات سے تمام شاملین کو نوازے اور فجی میں جماعت کی ترقی کی راہوں کو کشادہ کرے۔

☆...☆...☆

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ

از صفحہ 18

حساب کتاب ایک عرصہ تک سنبھالے رکھا۔

آپ میں قوت برداشت بہت تھی۔ اپنی کسی تکلیف یا بیماری کا احساس دوسروں کو نہ ہونے دیتے۔ 1997ء میں دل کا بائی پاس ہوا لیکن کسی قسم کی تکلیف یا پریشانی کا اظہار نہ کیا۔ شگفتہ مزاجی اور مزاح آپ کی شخصیت کا اہم عنصر تھا۔ ادب اور شاعری سے بھی لگاؤ تھا۔ خود بھی شعر کہتے تھے اور دوسروں سے سن کر بھی محظوظ ہوتے۔ الغرض محبت، خلوص، وفا، دعا اور عجز و انکسار کا مجموعہ تھے۔ اپنی وفات سے گیارہ سال پہلے اپنی اہلیہ کی وفات کا صدمہ بڑے صبر اور حوصلہ سے برداشت کیا۔

31 جنوری 2007ء کو آپ کی وفات ہوئی۔

...۞...۞...۞...

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

مکرم محمد رفیع جنجوعہ صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 4 اپریل 2012ء میں مکرمہ ر۔امجد صاحبہ اپنے والد محترم مکرم محمد رفیع جنجوعہ صاحب کا اختصار سے ذکرخیر کرتی ہیں۔

مکرم محمد رفیع جنجوعہ صاحب دسمبر 1924ء میں ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ پیدائشی احمدی تھے۔ ابتدائی تعلیم شیخوپورہ سے حاصل کی اور 1942ء میں فوج میں بھرتی ہوگئے۔ 1943ء میں جب محاذِ جنگ پر جانے کا حکم ملا تو روانگی سے پہلے ایک دن کی رخصت لے کر قادیان پہنچے۔ جلسہ سالانہ کے ایّام تھے۔ آپ کے پوچھنے پر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ انفرادی ملاقاتیں نہیں ہوسکتیں۔ آپ نے بہت منت سماجت کی مگر وہ نہ مانے۔ تب آپ دفتر سے الگ ایک کونے میں جاکر نصف گھنٹہ دعا کرتے رہے اور پھر دوبارہ سیکرٹری صاحب سے کہا کہ میں فوج سے بڑی مشکل سے چوبیس گھنٹے کی رخصت لے کر آیا ہوں... لیکن جواب وہی ملا کہ انفرادی ملاقات نہیں ہوسکتی۔ اس پر آپ خاموشی سے ایک طرف کھڑے ہوگئے۔ اتنے میں اوپر سے حضورؓ کا فون آگیا کہ جو ملاقاتی سیڑھیوں پر کھڑا ہے اُسے اوپر بھیج دو۔

یہ ملاقات واقعی ایک معجزہ تھا۔ آپ دوزانو ہوکر حضورؓ کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بہت روئے اور بصد مشکل یہ کہہ سکے کہ حضور میں محاذ پر جارہا ہوں، میری سلامتی کی دعا کریں۔ حضورؓ کی دعا کی قبولیت کا اعجاز اُسی روز سے شروع ہوگیا۔ چنانچہ واپس آکر جب محاذ پر جارہے تھے تو رستہ میں ہی علم ہوا کہ جرمنی نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ جب کلکتہ پہنچے تو جاپان نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور جنگ ختم ہوگئی۔

حضورؓ کی سلامتی کی دعا پھر ساری زندگی آپ کے ساتھ رہی۔ 1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں جب سابق فوجیوں کو بلوایا گیا تو آپ بھی حاضر ہوگئے۔ لیکن دونوں مرتبہ یہی ہوا کہ محاذ کی طرف جاتے ہوئے جب رسالپور تک پہنچے تو جنگ ختم ہونے کا اعلان ہوگیا۔

1947ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر حفاظتِ مرکز کے لئے بھی حاضر ہوئے اور بہشتی مقبرہ میں ڈیوٹی دینے کی سعادت پائی۔ 1949ء میں محمد آباد سٹیٹ (سندھ) میں بطور ٹریکٹر مکینک ملازمت مل گئی۔ وہاں حضرت مصلح موعودؓ کی تشریف آوری کے مواقع پر حضورؓ کو دبانے کی سعادت بھی ملتی رہی۔ لیکن سانس کی تکلیف ہوجانے کے باعث ڈاکٹروں کے مشورے پر پھر پنجاب آنا پڑا۔ سندھ میں پانچ سال رہے۔

پھر تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں سرکاری ملازمت مل گئی۔ کئی مقامات پر تعینات رہے۔ شدید مخالفت میں بھی آپ نے کبھی اپنے احمدی ہونے کو نہیں چھپایا۔

اللہ تعالیٰ نے بھی حفاظت کی اور دشمن ناکام رہے۔ آپ کی عادت تھی کہ جب بھی وقت ملتا تو نوافل ادا کرتے۔ خدمت دین میں ہمیشہ سرگرم رہے۔ لیّہ میں 9 سال تک سیکرٹری مال رہے۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ آغازِ خلافت میں دو سال لیّہ کے علاقہ میں شکار کھیلنے تشریف لے جاتے رہے تو آپ کو بھی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ ضلع مظفر گڑھ میں قائمقام قائد ضلع خدام الاحمدیہ اور قائمقام امیر ضلع کے طور پر بھی ذمہ داریاں ادا کیں۔ 1970ء میں قائد آباد (ضلع سرگودھا) میں تبادلہ ہوگیا۔ یہاں سیکرٹری مال اور امام الصلوٰۃ کے فرائض ادا کرتے رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد سرگودھا میں رہائش پذیر ہوئے اور محترم مرزا عبدالحق صاحب کی صحبت میں وقت گزارا۔ جماعت کے مختلف شعبوں کے علاوہ زعیم انصاراللہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ 1998ء سے ربوہ میں رہائش اختیار کرلی اور یہاں بھی اپنے محلہ کے بارہ سال تک سیکرٹری تحریک جدید اور دو سال قائمقام صدر بھی رہے۔ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے جب دَورِاوّل کے مجاہدین کے کھاتے ازسرنَو جاری کرنے کا ارشاد ورثاء فرمایا تو آپ نے پہلے اپنے بھائی محترم منشی محمد نذیر صاحب کا 1934ء تا 2034ء تک کا چندہ ادا کیا اور پھر دیگر احباب کو تلقین شروع کی۔ آپ خود بھی تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے آنے والی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ موصی بھی تھے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بے حد خیال رکھنے والے، منکسر المزاج، صلہ رحمی کرنے والے، ملنسار، مہمان نواز اور خلافت سے بے پناہ محبت کا جذبہ رکھنے والے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ تمام زندگی خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ ایسا سلوک رہا ہے جیسے ایک باپ اپنے بیٹے کی انگلی پکڑ کر چلاتا ہے۔ آپ نے ’’کاروان حیات‘‘ کے نام سے اپنے حالاتِ زندگی مرتّب کئے ہیں جن کے آخر میں یہ نصیحت کی: ’’اے میرے عزیزو! خلیفہ وقت سے دلی وابستگی جاں نثاری ہر دکھ درد کا مداوا بن جاتی ہے۔ اے میرے پیارو! خلافت کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا اسی میں تمہاری فلاح اور اسی میں تمہاری دین و دنیا کی بے پناہ دولت کا راز ہے‘‘۔

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ بے حد شوق سے کرتے، انہیں بہت سنبھال کر رکھتے اور دوسروں کو بھی اس کی نصیحت کرتے۔ آپ ایک بھرپور زندگی گزار کر 18 ستمبر 2011ء کو نماز فجر ادا کرنے کے بعد بعمر 86 سال اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

...❁...❁...❁...

محترم مظفر حسن صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 16 مئی 2012ء میں مکرمہ ص۔حسن صاحبہ نے اپنے والد محترم مظفر حسن صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔ آپ کے پڑدادا حضرت حاجی عبدالعظیم صاحبؓ نے احمدیت قبول کی تھی لیکن اُن کی اولاد میں سے کوئی بھی احمدی نہ ہوا۔

محترم مظفر حسن صاحب کے والد محمد مقبول صاحب چین میں کاروبار کرتے تھے اور لمبے عرصہ کے بعد چند ایّام کے لئے گھر آیا کرتے تھے۔ آپ 24 مارچ 1920ء کو سیالکوٹ کے گاؤں کلاس والا میں پیدا ہوئے۔ آپ کُل تین بھائی اور دس بہنیں تھیں۔ آپ کی پیدائش کے وقت گاؤں میں چیچک کی وبا پھیلی ہوئی تھی جس نے آپ کو اور آپ کی والدہ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اور نتیجۃً آپ کا ایک کان اور ایک آنکھ ضائع ہوگئے۔

آپ کے بچپن میں ہی آپ کے والد اپنی فیملی کو چین لے گئے جہاں سے چند سال کے بعد ہانگ کانگ منتقل ہوگئے۔ آپ نے میٹرک وہیں سے کیا تو پھر یہ فیملی مستقل طور پر سیالکوٹ میں آبسی جہاں آپ نے مَرے کالج سے اعلیٰ نمبروں میں F.Sc کیا اور پھر انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے دہلی چلے گئے۔ یہ اتفاق تھا کہ وہاں کرایہ کے جس مکان میں رہائش پذیر ہوئے، وہاں دیگر دوست احمدی تھے۔ اُن کی تبلیغ کے نتیجہ میں آپ نے 1943ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ والدین کو علم ہوا تو انہوں نے ناراض ہوکر قطع تعلق کرلیا اور خرچ دینا بند کردیا۔ اس لئے تیسرے سال میں آپ کو تعلیم ادھوری چھوڑ کر مجبوراً ملازمت کرنی پڑی۔ لیکن تب بھی آپ اپنی تنخواہ کا نصف اپنی والدہ کو بھجتے رہے۔

آپ کی شادی 1946ء میں رشتہ کے چچا کی بیٹی امۃ اللہ صاحبہ سے ہوگئی۔ پاکستان بننے کے بعد آپ اپنی اہلیہ کے ہمراہ کراچی منتقل ہوگئے جہاں نیول ہیڈکوارٹر کے ایڈمنسٹریٹو سیکشن میں آپ کا تقرّر ہوا۔ اس دفتر میں دس گیارہ سال کام کیا لیکن رشوت نہ لینے کی وجہ سے ترقی نہ ہوسکی۔ آخر دلبرداشتہ ہوکر یہ ملازمت 1958ء میں چھوڑ دی اور کویت چلے گئے۔ وہاں ایک نجی تجارتی کمپنی میں قریباً چالیس سال تک ملازمت کی۔ اس دوران آپ کی اہلیہ اپنے بچوں کے ہمراہ ربوہ میں رہائش پذیر رہیں۔ لمبا عرصہ الگ الگ رہتے ہوئے دونوں نے اپنی ذمہ داریاں بڑی ہمت، صبر اور حوصلے سے بااحسن ادا کیں۔

محترم مظفر حسن صاحب حقوق اللہ اور حقوق العباد پوری جانفشانی اور توجہ سے ادا کرنے والے تھے۔ دورانِ ملازمت بھی ہر کام چھوڑ کر وقت پر نماز ادا کرتے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد لاہور میں اپنا گھر بنایا تو پانچوں نمازیں مسجد میں ادا کرنے جاتے۔ تہجد کا بھی التزام کرتے اور لمبے لمبے سجدوں والے نوافل ادا کرتے۔ بہت دعاگو تھے۔ قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرتے اور تفسیر کا مطالعہ ساری زندگی جاری رہا۔ رمضان کے بعد شوّال کے روزے بھی باقاعدگی سے رکھتے۔ صدقہ وخیرات کا خاص اہتمام کرتے۔ چندے آغاز میں ہی ادا کردیتے۔ کویت میں لمبا عرصہ سیکرٹری مال کے فرائض انجام دیئے اور ہر ماہ سب سے پہلی رسید اپنے چندوں کی کاٹتے۔ ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور جلد ادائیگی کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے حج اور عمرہ کرنے کی بھی سعادت عطا فرمائی۔ آپ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے لیکن مخالفت کے باوجود سلسلہ سے مضبوطی سے منسلک رہے۔ 1966ء میں وصیت کرلی اور حصّہ جائیداد کی تمام ادائیگی مکمل کرکے سرٹیفکیٹ اپنی زندگی میں ہی حاصل کرلیا۔

حقوق العباد میں مثالی نمونہ تھے۔ عقیدہ میں فرق کے باوجود اپنے والدین اور بھائی بہنوں کا ہر طرح سے خیال رکھا۔ والدین کو حج کروایا، بہنوں کی شادیاں کیں اور آخری دَم تک فرائض ادا کرتے رہے۔ وفاشعار شوہر تھے، بیوی کے تمام تر حقوق خوش دلی سے ادا کرتے تھے۔

اپنی اولاد سے بہت پیار کرتے اور دُور رہتے ہوئے بھی اُن کی تعلیم وتربیت کا خیال رکھا۔ ہر بچے سے فرداً فرداً خط و کتابت تھی، تعلیمی ریکارڈ پوچھتے اور آئندہ کے لئے ہدایات دیتے۔ سال میں ایک ماہ کی رخصت پر جب گھر آتے تو ذاتی دلچسپی لے کر پڑھاتے۔ بہترین کھلونے اور معلوماتی رسائل منگوا کر دیتے۔ سب بچوں کو بہترین تعلیم دلوائی۔

آپ ہرایک سے پُرخلوص محبت کرنے والے اور بے غرض کام آنے والے تھے۔ دُور و نزدیک کے تمام رشتہ داروں کی خیرخبر رکھتے اور بوقتِ ضرورت خاموشی سے مدد کرتے رہتے۔ کسی کی طرف سے زیادتی ہوتی تو بھی ناراضگی کے اظہار کی بجائے ایسا رویہ ہوتا کہ کچھ ہوا ہی نہیں۔ بلند حوصلہ اور قوت برداشت رکھنے والے تھے۔ دوستوں کے ساتھ بھی انتہائی محبت اور خلوص کا تعلق تھا۔

بہت دعاگو تھے۔ کسی کو تکلیف میں دیکھتے تو بے چین ہوکر اُس کے لئے دعا کرتے۔ دعا کے لئے کہنے والے بھول جاتے لیکن آپ تہجد میں باقاعدگی سے دعا جاری رکھتے۔ غرباء کا بہت خیال رکھتے۔ ان کی ضروریات پر نظر رکھتے اور مدد کرتے رہتے۔ عید کے موقع پر اُن کے گھروں میں جاکر تحائف دیتے۔ رمضان میں ہمسایوں کو افطاری بھجواتے اور عید پر اُن کو ملنے کے لئے بھی جاتے۔

آپ بہت مہمان نواز اور خاطر مدارات کرنے والے تھے۔ گھر میں کسی بھی حیثیت کا مہمان آتا تو بڑھ کر گلے لگاتے، حال احوال پوچھتے اور صحت وسلامتی کی دعا دیتے۔ مہمانوں کی تواضع کے لئے خود اٹھ کر اشیاء خورونوش لاکر پیش کرتے۔ جب دونوں کانوں کی سماعت سے محروم ہوگئے تب بھی مہمان کے اکرام میں ساتھ بیٹھے رہتے۔

امانت اور دیانت کا یہ عالم تھا کہ غیرملکی کاروباری کمپنی میں ملازمت کے دوران مالک لاکھوں ڈالر کا کام آپ کے حوالے کردیتے تھے۔ اپنے بچوں کے علاوہ ملک سے باہر رہائش پذیر رشتہ داروں کے بنکوں کے حساب کتاب بھی سنبھالے ہوئے تھے۔ ہرایک کی فائل مکمل ہوتی اور ہرایک کو اس کے حساب کی کاپی بھجوادیتے۔

اپنا کام خود کرنے کے عادی تھے۔ کبھی ملازمین یا بچوں سے کسی کام کے لئے نہیں کہا۔ دینی امور میں پیش پیش رہتے۔ کویت میں چالیس سال تک سیکرٹری مال رہے۔ لاہور میں اپنے محلہ کے گیسٹ ہاؤس کا تمام

باقی صفحہ نمبر17 پر ملاحظہ فرمائیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 5 مئی 2012ء میں مکرمہ اے آر بدر صاحبہ کی کہی گئی حمد باری تعالیٰ شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

جو بھی اُلفت کا تیری جام پیا کرتا ہے
سینکڑوں دار پہ مر مر کے جیا کرتا ہے
پنبۂ مرہمِ تسکین و وفائے دلبر
دل کو ہر درد سے ہر غم سے رِہا کرتا ہے
سوزش درد محبت کی وہ حدّت دے کر
دل سے کافور سبھی حرص و ہوا کرتا ہے
غیر ممکن ہے کہ مانگے سے نہ دے وہ تجھ کو
وہ تو ایسا ہے کہ بِن مانگے عطا کرتا ہے
چشمِ دل کھول کہ ہر ذرّۂ عالم تجھ کو
اس کی جانب ہی اشارات کیا کرتا ہے
اُس کے وافضل کے در دیکھ کے گاؤں ہر پَل
کام میرے تو سبھی میرا خدا کرتا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

January 19, 2018 – January 25, 2018

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday January 19, 2018

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Tehreerat
01:00 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 31.
01:15 Baitul Muqeet Mosque
02:30 In His Own Words
03:05 Spanish Service
03:35 Pushto Muzakarah
04:15 Tarjumatul Qur'an Class
05:30 Seekers Of Treasure
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 40.
07:00 Beacon Of Truth
08:00 Signs Of The Latter Days
08:45 The Concept Of Bai'at
09:00 Huzoor's Address At The Peace Symposium: Recorded on November 8, 2014.
09:40 Noor-e-Mustafwi
10:00 In His Own Words
10:35 Islami Mahino Ka Ta'aruf
11:00 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:35 Masjid-e-Aqsa Rabwah
12:00 Tilawat [R]
12:30 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
14:30 Shotter Shondhane
15:30 Signs Of The Latter Days [R]
16:15 A Brief History Of Denmark
16:30 Friday Sermon [R]
17:40 Noor-e-Mustafwi [R]
18:00 World News
18:20 Tilawat
18:35 Beacon Of Truth [R]
19:25 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
20:00 Huzoor's Address At The Peace Symposium [R]
20:40 Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]
21:00 In His Own Words [R]
21:30 Signs Of The Latter Days [R]
22:15 The Concept Of Bai'at [R]
22:30 Friday Sermon [R]
23:40 Masjid-e-Aqsa Rabwah (ra)

Saturday January 20, 2018

00:00 World News
00:30 Tilawat
00:45 The Concept Of Bai'at
01:00 Yassarnal Qur'an
01:30 Huzoor's Address At The Peace Symposium
02:15 Islami Mahino Ka Ta'aruf
02:35 In His Own Words
03:05 Beacon Of Truth
04:00 Friday Sermon
05:15 A Brief History Of Denmark
05:30 Deeni-o-Fiqahi Masail
06:00 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 9-19.
06:15 Dars-e-Hadith
06:40 Al-Tarteel: Lesson no. 12.
07:10 Khazain-ul-Mahdi
07:35 Open Forum
08:10 International Jama'at News
09:00 Friday Sermon: Recorded on January 19, 2018.
10:10 In His Own Words
10:40 Dua-e-Mustaja'ab
11:15 Indonesian Service
12:15 Tilawat [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan
14:05 Shotter Shondhane
15:15 Taqareer
15:40 History Of Cordoba
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Tilawat
18:35 Khazain-ul-Mahdi [R]
19:00 Open Forum [R]
19:35 Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:05 History Of Cordoba [R]
20:30 Huzoor's Jalsa Salana Address UK: Recorded on July 24, 2011.
22:00 International Jama'at News [R]
22:45 Friday Sermon [R]

Sunday January 21, 2018

00:00 Taqareer
00:25 World News
00:40 Tilawat
00:55 Al-Tarteel
01:30 Huzoor's Jalsa Salana Address UK
02:55 Khazain-ul-Mahdi
03:20 Open Forum
04:10 Friday Sermon
05:35 Taqareer
06:00 Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 254-259.
06:15 Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
06:35 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 40.
07:00 Rah-e-Huda: Recorded on January 20, 2018.
08:30 The Review Of Religions
09:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
10:10 In His Own Words
10:45 Homeopathy And It's Miracles
11:15 Indonesian Service
12:15 Tilawat [R]
12:30 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon [R]
14:10 Shotter Shondhane
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
16:15 In His Own Words [R]
16:50 Taqareer
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:15 Tilawat
18:30 Story Time
19:00 Face2Face
20:05 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
21:10 In His Own Words [R]
21:45 Taqareer [R]
22:30 Friday Sermon [R]
23:40 The Review Of Religions [R]

Monday January 22, 2018

00:15 World News
00:30 Tilawat
00:45 Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
01:05 Yassarnal Qur'an
01:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
02:30 In His Own Words
03:05 Taqareer
03:50 Friday Sermon
05:00 Husn-e-Biyan
05:30 The Review Of Religions
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 11.
07:00 Rencontre Avec Les Francophones
08:05 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:25 Malayalam Service
08:55 Ijtema Khuddam-ul-Ahmadiyya UK 2014
10:00 In His Own Words
10:30 Kids Time
11:00 Friday Sermon: Recorded on August 11, 2017.
12:00 Tilawat [R]
12:15 Dars-e-Hadith [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon [R]
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Ijtema Khuddam-ul-Ahmadiyya UK [R]
16:05 In His Own Words [R]
16:35 International Jama'at News
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:15 Tilawat
18:30 Somali Service
19:00 Malayalam Service [R]
19:30 The Review Of Religions
20:00 Ijtema Khuddam-ul-Ahmadiyya UK [R]
21:00 In His Own Words [R]
21:35 Signs Of The Latter Days
22:30 Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:30 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]

Tuesday January 23, 2018

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
00:50 Al-Tarteel
01:20 Ijtema Khuddam-ul-Ahmadiyya UK
02:25 In His Own Words
03:00 International Jama'at News
04:00 Rencontre Avec Les Francophones
05:05 Aao Urdu Seekhain
05:30 Malayalam Service
06:00 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 41.
07:00 Liqa Ma'al Arab: Session no. 186.
08:00 Story Time: Part 46.
08:15 Art Class: Part 7.
08:45 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
09:50 In His Own Words
10:20 Discover Alaska
11:00 Indonesian Service
12:00 Tilawat [R]
12:20 Dars-e-Hadith [R]
12:30 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on January 19, 2018.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
16:05 Science Kay Naey Ufaq
16:30 Face2Face: Recorded on December 10, 2017.
17:30 Discover Alaska [R]
18:00 World News
18:20 Rah-e-Huda: Recorded on January 20, 2018.
20:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
21:00 In His Own Words [R]
21:35 Inter-School Quiz
22:30 Liqa Ma'al Arab [R]
23:30 Science Kay Naey Ufaq [R]

Wednesday January 24, 2018

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Qur'an
01:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
02:30 Science Kay Naey Ufaq
03:00 Face2Face
04:00 Liqa Ma'al Arab
05:00 Inter-School Quiz
06:00 Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 54-67.
06:15 Aao Husne Yar Ki Baatein Karein
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 12.
07:00 Question And Answer Session
08:00 Pakistan National Assembly 1974
09:00 Ijtema Atfalul Ahmadiyya Germany: Recorded on September 16, 2011.
10:00 In His Own Words
10:30 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:00 Indonesian Service
12:00 Tilawat [R]
12:15 Aao Husne Yar Ki Baatein Karein [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on January 19, 2018.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Ijtema Atfalul Ahmadiyya Germany [R]
16:00 In His Own Words [R]
16:30 Servants Of Allah
17:35 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:20 Tilawat
18:35 French Service
19:30 Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
20:00 Ijtema Atfalul Ahmadiyya Germany [R]
21:00 In His Own Words [R]
21:30 Servants Of Allah [R]
22:35 Question And Answer Session [R]
23:25 InfoMate

Thursday January 25, 2018

00:00 World News
00:30 Tilawat
01:00 Al-Tarteel
01:30 Ijtema Atfalul Ahmadiyya Germany
02:30 In His Own Words
03:00 Pakistan National Assembly 1974
04:00 Question And Answer Session
04:55 Servants Of Allah
06:05 Tilawat
06:20 Dars-e-Tehreerat
06:35 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 73.
07:00 Tarjamatul Qur'an Class
08:05 Shama'il-e-Nabwi
08:40 The Prophecy Of Khilafat
09:00 Huzoor's Jalsa Salana Address Germany: Recorded on August 27, 2017.
10:05 In His Own Words
10:35 Safar-e-Hajj
11:15 Japanese Service
11:35 History Of Cordoba
12:00 Tilawat [R]
12:15 Dars-e-Tehreerat [R]
12:30 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on August 25, 2017.
14:05 Beacon Of Truth
15:00 Huzoor's Jalsa Salana Address Germany [R]
16:05 In His Own Words
16:35 Persian Service
17:05 Roots To Branches
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:25 Pakistan In Perspective
19:25 Shama'il-e-Nabwi
20:05 Friday Sermon [R]
21:00 In His Own Words
21:30 Safar-e-Hajj [R]
22:25 Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:30 Roots To Branches

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 19 January 2018 | Issue No. 03

جماعت احمدیہ مالٹا کے پہلے جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام اور احباب جماعت کو زرّیں نصائح۔ مختلف موضوعات پر تقاریر۔ 60 افراد کی شرکت

(رپورٹ: لئیق احمد عاطف۔ مبلغ سلسلہ وصدر جماعت مالٹا)

خداتعالیٰ کے خاص فضل وکرم اور پیارے آقا کی دعاؤں کی برکت سے جماعت احمدیہ مالٹا کو مؤرخہ 10 دسمبر 2017ء بروز اتوار پہلے جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد کی توفیق ملی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

جلسہ سالانہ کا انعقاد ایک مقامی ہوٹل The Waterfront Gzira میں کیا گیا۔ ہال کو قرآنی تعلیمات پر مشتمل Roll-Up Banners کے ذریعے سجایا گیا تھا۔ ہال کا ایک حصہ لجنہ کے لئے اور ایک حصہ طعام کے لئے مختص کیا گیا تھا۔

پہلا اجلاس

جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پیش کیا گیا۔ اس جلسہ سالانہ کے لئے **حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اپنا خصوصی پیغام عطا فرمایا** جو لئیق احمد عاطف مبلغ سلسلہ وصدر جماعت مالٹا نے پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں مکرم حسیب رحمان صاحب نے '**حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد**' کے عنوان پر انگریزی زبان میں اور مکرم اویس احمد صاحب نے '**ذکر الٰہی**' کے عنوان پر اردو زبان میں تقریر کی۔ اس کے بعد مالٹا جماعت کے پہلے واقف نو مکرم نعمان عاطف صاحب نے، جن کی عمر دس سال ہے، '**سچائی کی اہمیت**' کے عنوان پر انگریزی زبان میں تقریر کی۔ اس اجلاس کی اختتامی تقریر خاکسار لئیق احمد عاطف مبلغ سلسلہ و صدر جماعت احمدیہ مالٹا کی تھی۔ اس تقریر میں احباب جماعت کو اخلاقی تربیت اور بطور احمدی ہماری ذمہ داریوں کے حوالہ سے نصائح پیش کیں۔ اس تقریر کے بعد اجلاس برخواست ہوا اور نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔

دوسرا اجلاس

دوسرے اجلاس میں غیر از جماعت اور عیسائی دوستوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد تین مہمان مقررین مکرم Hon. Ivan Bartolo صاحب ممبر آف پارلیمنٹ، مکرمہ Graziella Schembri صاحبہ کاؤنسلر اور حزبِ اختلاف کی جماعت میں چیئرپرسن Equal Opportunities Forum اور مکرم Bryan Corlett چیئرپرسن UPF نے خطاب کیا۔ اس کے بعد مکرم حامد راجہ صاحب نے '**مذہب کی ضرورت اور اہمیت**' کے عنوان پر خطاب کیا۔ اس اجلاس کا اختتامی خطاب مبلغ سلسلہ مالٹا کا تھا۔ '**اسلام کیا ہے؟ اور غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کے بارہ میں اسلامی تعلیمات**' کے عنوان پر اور قرآنی آیات اور سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش کی۔ اختتامی دعا کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں طعام پیش کیا گیا۔ اس جلسہ کی تمام کارروائی جماعت احمدیہ مالٹا کے یُوٹیوب چینل پر دیکھی جاسکتی ہیں جس کے لئے مالٹا جماعت کی ویب سائٹ www.ahmadiyya.org.mt وزٹ کریں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کی کل حاضری 60 رہی۔ جس میں 32 احمدی، 8 غیر از جماعت مسلمان اور 20 عیسائی دوست شامل ہوئے۔ الحمدللہ

....

Ms. Graziella Schembri Local Councilor

Hon. Ivan Bartolo MP

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ برموقع جلسہ سالانہ مالٹا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ هوالناصر

پیارے احباب جماعت احمدیہ مالٹا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ مالٹا کو اپنے پہلے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی سعادت مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جلسہ کے تمام انتظامات میں برکت ڈالے۔ اور اس جلسہ کو ہر لحاظ سے خیر وبرکت کا باعث بنائے اور آپ کو اس کی روحانی برکات سے پوری طرح فیضیاب ہونے کی توفیق دے۔ آمین

اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عبادت کا حق ادا کیا جائے اور نماز عبادت کی ایک بہترین شکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا اعلیٰ ذریعہ ہے اور مومن کی روحانی زندگی کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی وہ طاقت ہے جس کے بل بوتے پر احمدیت نے دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے۔ یہی وہ ذریعہ ہے جس کے ذریعہ احمدیت کی گاڑی رواں دواں ہے۔

آپ جو جلسہ کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں یہ عہد کریں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کریں گے۔ میں نے پہلے بھی اس طرف کئی دفعہ توجہ دلائی ہے کہ کوشش کریں کہ مسجد جا کر باجماعت نماز ادا کی جائے۔ اگر مسجد نہیں ہے تو جہاں کچھ احمدی ہیں وہاں نماز سنٹر بنائیں اور وہاں احمدی اکٹھے نماز ادا کریں۔ گھروں میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ نماز باجماعت کا اہتمام کریں۔ اپنے گھروں کو اس طرح سجائیں کہ وہ عبادتِ الٰہی سے معمور ہوجائیں۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ ہر احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہوتا ہے وہ دینی، اخلاقی وعلمی بہتری کے لئے ایک عہد کرتا ہے۔ میرا آپ کو یہ بھی پیغام ہے کہ ہر وقت شرائط بیعت کو اپنے سامنے رکھیں۔ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کریں۔ آپ نے جھوٹ سے بچنا ہے، خیانت سے بچنا ہے، تکبر سے بچنا ہے اور اپنے روحانی معیاروں کو بڑھانا ہے اور عبادات کے اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا احسان ہے کہ اس نے آپ کو خلافت کی نعمت سے نوازا ہے جس کے ذریعہ ہر لحہ آپ کو اپنے عہد بیعت کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ اس نعمت کی قدر کریں اور اس کی ہدایات اور راہنمائی کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہیں۔ عاجزی و انکساری اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خلافت احمدیہ کا کامل فرمانبردار بنائے۔ اطاعت کے اعلیٰ نمونے پیش کرنے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو بے شمار فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

....

اللہ تعالیٰ کے بے پناہ فضل واحسان اور محبوب آقا کی دعاؤں کی برکت سے جماعت احمدیہ مالٹا کا پہلا جلسہ نہایت کامیاب رہا اور ہم اس تاریخی موقع پر خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہیں۔ اس جلسہ کے انعقاد پر تمام احبابِ جماعت نہایت خوش تھے اسی طرح مہمانوں نے بھی اس جلسہ کے انتظامات اور تقاریر کو بہت سراہا اور پہلے جلسہ کے انعقاد پر جماعت کو مبارکباد پیش کی۔ چند مہمانوں کے تاثرات حسب ذیل ہیں:

☆ **مکرم Ivan Bartolo صاحب ممبر آف پارلیمنٹ نے کہا کہ:**

''علامہ اقبال نے ایک دفعہ بیان کیا کہ 'اسلام بنیادی طور پر امن کا مذہب ہے اور دہشتگردی کا مذہب نہیں ہے جو کہ تلوار سے پھیلا ہو'۔ یہ ہے وہ اسلام کی تصویر جو میں احمدیہ کمیونٹی میں دیکھتا ہوں۔ میں برسلز اور لندن میں بھی جماعت احمدیہ کے پروگراموں میں شامل ہوا ہوں اور ہمیشہ امن وسلامتی کا پیغام ہر جگہ پر مشترک پایا ہے۔ احمدیہ مالٹا کا جلسہ کی دعوت پر شکریہ۔ اس جلسہ میں شامل ہونا میرے لئے اعزاز ہے۔ میں احمدیت کو گزشتہ آٹھ سالوں سے جانتا ہوں اور **میں نے جماعت احمدیہ سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ احمدیت مالٹا کے لئے ایک asset ہے۔** ہم سب انسان ہیں مگر ہم میں سے بعض نے روحانیت کا راستہ اختیار کیا ہے تا کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہو سکے۔ **جب میں جماعت احمدیہ کے پروگراموں میں شامل ہوتا ہوں تو میں اس جماعت میں خدا تعالیٰ کی موجودگی کو محسوس کرتا ہوں۔''**

☆ **ایک مہمان مکرم Franklin Wilmot** صاحب اپنی اہلیہ کے ساتھ اس جلسہ میں شریک ہوئے تھے کہنے لگے کہ: ''**میں officially تو جماعت احمدیہ مالٹا کا ممبر نہیں ہوں مگر دلی طور پر میں اپنے آپ کو اس جماعت کا ممبر تصور کرتا ہوں۔** ممبران جماعت نے بڑی محبت سے ہمیں خوش آمدید کہا۔ میں جماعت احمدیہ کے

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں